Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADAR Qadian

جلد 66

شمارہ 33

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

24/ذوالقعدہ 1438 ہجری قمری 17/ظہور 1396 ہجری شمسی 17/اگست 2017ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 اگست 2017 کو مسجد بیت الفتوح (لندن) سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔اس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔آمین۔

ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگئی ہے

ایسے دلوں پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے صریح نشانوں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

۲۳-تیئیسواں نشان -ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہوگئی ہے اور یہ دراصل دو پیشگوئیاں تھیں۔اوّل یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا دوسری یہ کہ اگر وہ اپنے کلام سے باز آجائے گا جو اُس نے شائع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ☆ مہینے کے اندر نہیں مرے گا اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں موت کی پیشگوئی اس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب اندرونہ بیبل نام میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مَرنے کے لئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ ’’بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔‘‘ مگر آتھم نے اُسی مجلس میں رجوع کرلیا اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دجّال کہنے سے ندامت ظاہر کی۔اِس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ یا ستر آدمی ہیں جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان اور میں خیال کرتا ہوں کہ پچاس کے قریب اب تک اُن میں سے زندہ ہوں گے جن کے روبرو آتھم نے دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ مُنہ پر نہیں لایا۔اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بد ذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود اِس کھلے کھلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے روبرو کیا پھر کہا جائے کہ اُس نے رجوع نہیں کیا تمام مدار غضب الٰہی کا تو دجّال کے لفظ پر تھا اور اسی بناء پر پیشگوئی تھی اور اُسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا۔مسلمان ہونے کا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں پس جب اُس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بھی رحمت کے ساتھ رجوع کیا۔الہام الٰہی کا تو یہ مدعا نہیں تھا کہ جب تک آتھم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچے گا کیونکہ اسلام کے انکار میں تو سارے عیسائی شریک ہیں خدا اسلام کے لئے کسی پر جبر نہیں کرتا اور ایسی پیشگوئی بالکل غیر معقول ہے کہ فلاں شخص اگر اسلام نہ لاوے تو فلاں مدّت تک مر جاوے گا دنیا ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو منکر اسلام ہیں۔اور جیسا کہ میں بار بار لکھ چکا ہوں محض انکار اسلام سے کوئی عذاب کسی پر دنیا میں نہیں آسکتا بلکہ اس گناہ کی باز پُرس صرف قیامت کو ہوگی۔پھر آتھم کی اِس میں کونسی خصوصیت تھی کہ بوجہ انکار اسلام اُس کی موت کی پیشگوئی کی گئی اور دوسروں کے لئے نہیں کی گئی بلکہ پیشگوئی کی وجہ صرف یہ تھی کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس کی نسبت دجّال کا لفظ استعمال کیا تھا۔جس قول سے اس نے ساٹھ یا ستر انسانوں کے رُوبرو رجوع کیا جن میں سے بہت سے شریف اور معزز تھے جو اس مجلس میں موجود تھے۔پھر جبکہ اُس نے اِس لفظ سے رجوع کرلیا بلکہ بعد اس کے روتا رہا تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رحم کے قابل ہوگیا۔مگر صرف اِسی قدر کہ اُس کی موت میں چند ماہ کی تاخیر ہوگئی اور میری زندگی میں ہی مرگیا اور وہ بحث جو ایک مباہلہ کے رنگ میں تھی اس کی رو سے وہ بوجہ اپنی موت کے جھوٹا ثابت ہوا تو کیا اب تک وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بے شک پوری ہوگئی اور نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ایسے دلوں پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے صریح نشانوں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے اگر وہ چاہیں تو آتھم کے رجوع پر میں چالیس آدمی کے قریب گواہ پیش کرسکتا ہوں اور اسی وجہ سے اُس نے قسم بھی نہ کھائی حالانکہ تمام عیسائی قسم کھاتے آئے ہیں اور حضرت مسیح نے خود قسم کھائی اور ہمیں اِس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔آتھم اب زندہ موجود نہیں گیارہ برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ وہ مر چکا ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 221 تا 223)

☆ اس بات کی ہزاروں آدمیوں کو خبر ہوگی کہ جب آتھم کو بموجب شرط الہام کے تاخیر دی گئی تو اُس نے اس تاخیر کا کوئی شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ بلا سر سے ٹل گئی حق پوشی اختیار کی اور کہا کہ میں نہیں ڈرا اور قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔حالانکہ عیسائی مذہب کے سارے بزرگ قسم کھاتے آئے ہیں اور انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے خود قسم کھائی۔پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی لہٰذا اُس کی اِس حق پوشی کے بعد خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ اب جلد فوت ہو جائے گا، تب میں نے اس بارہ میں ایک اشتہار شائع کیا۔پس عجیب بات ہے کہ اس اشتہار کی تاریخ سے جو میں نے اس دوسرے الہام کی رو سے اُسکی موت کے بارہ میں شائع کیا تھا وہ پندرہ مہینے کے اندر مر گیا۔سو خدا نے آتھم کے لئے جبکہ اُس نے سچائی کی راہ چھوڑ دی اور حق پوشی کی وہی پندرہ مہینے قائم رکھے جس کے بارہ میں ہمارے مخالفوں کے گھروں میں ماتم اور سیاپا ہے۔منہ

123 واں جلسہ سالانہ قادیان

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 123 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 29، 30 اور 31 دسمبر 2017ء (بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کرکے تیاری شروع کردیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔جزاکم اللہ۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اپنی روحانی بقا کے لیے اور توحید کے قیام کیلئے خلافت کے ساتھ آپ کو گہرا تعلق پیدا کرنا ہوگا

آپ کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ میرے خطبات توجہ سے سنیں، مختلف خطابات اور تقاریر میں مَیں جو ہدایات دیتا ہوں اُن کو حرزِ جان بنائیں اُن پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں، اس طرح آپ کے اندر خلافت کے ساتھ پوری وفاداری اور کامل اطاعت پیدا ہوگی

مَیں بار بار توجہ دلا چکا ہوں کہ ایم ٹی اے کو دیکھنا اور سننا اپنی زندگیوں کا لازمی حصہ بنائیں جس میں میرے خطبات بھی شامل ہوں

ڈنمارک کے 25ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا پچیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 14-13 مئی 2017ء کو منعقد ہوا۔ سوا گیارہ پرچم کشائی کے بعد مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب کی صدارت میں افتتاحی اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد امیر صاحب نے افتتاحی تقریر کی اور دعا کرائی۔ نماز ظہر و عصر کے بعد دوسرے اجلاس کی کارروائی مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ پہلی تقریر مکرم فلاح الدین ملک صاحب مبلغ سلسلہ ڈنمارک نے ''نماز دین کا ستون ہے'' کے موضوع پر کی۔ بعدہ مکرم عماد الدین ملک صاحب نے 'خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو' کے موضوع پر تقریر کی۔ آخری تقریر مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب مبلغ سلسلہ نے ''اسلام میں عائلی زندگی کی اہمیت'' کے موضوع پر کی۔ بعد ازاں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ دوسرے روز پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم منیر احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ پہلی تقریر مکرم محمد اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے ''تاریخ جماعت احمدیہ ڈنمارک'' کے موضوع پر کی۔ بعدہ مکرم ڈاکٹر رانا عبد الرؤف خان صاحب نے ''خلیفۂ وقت کی اطاعت اور اس کے مقام و مرتبہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آخری تقریر مکرم منیر احمد منور صاحب نے 'تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں' کے موضوع پر کی۔ نماز ظہر و عصر کے بعد امیر و مشنری انچارج ڈنمارک کی زیر صدارت اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد صدر مجلس نے حضور انور کا پیغام ایک بار پھر پڑھ کر سنایا۔ بعدہ مکرم محمد اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ ڈنمارک نے ہیومینیٹی فرسٹ ڈنمارک کی خدمات کا خلاصہ پیش کیا۔ بعدہ صدر مجلس نے ''والدین اور اولاد کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں شاملین کی کل تعداد 400 سے زائد رہی۔ اس جلسہ کے لیے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اپنا پیغام بھجوایا تھا جو قارئین بدر کے استفادہ کے لیے اخبار الفضل انٹرنیشنل مورخہ 9رجون 2017 کے شکریہ کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

پیارے احباب جماعت احمدیہ ڈنمارک السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ ڈنمارک کو اپنا نیشنل جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس کو بہت کامیاب کرے۔ اللہ تعالیٰ شاملین جلسہ کو اس کے روحانی فوائد اور برکات سے فیضیاب فرمائے۔

یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کا مقصد بندوں کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور اس کے تمام حقوق ادا کرنا نیز حقوق العباد ادا کرنا بیان فرمایا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کے منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے''۔ فرمایا: ''کینہ پروری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔''

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 308)

پس اگر آپ توحید پر قائم رہیں اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ترقی کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ کیا ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر رہے ہیں۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں خلافت کے قیام کی خوشخبری دی ہے اور اس کے ساتھ ساری ترقیات کو وابستہ کر دیا ہے۔ اب اپنی روحانی بقا کے لیے اور توحید کے قیام کے لیے خلافت کے ساتھ آپ کو گہرا تعلق پیدا کرنا ہوگا۔ آپ کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ میرے خطبات توجہ سے سنیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف خطابات اور تقاریر میں مَیں جو ہدایات دیتا ہوں اُن کو حرزِ جان بنائیں۔ اُن پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ اس طرح آپ کے اندر خلافت کے ساتھ پوری وفاداری اور کامل اطاعت پیدا ہوگی۔

آپ کو چاہئے کہ اپنے بچوں کے دلوں میں بھی خلافت کی محبت پیدا کریں اور ان کو اس بابرکت نظام سے چمٹے رہنے کی تلقین کریں اور خلیفۂ وقت کے ساتھ پوری وابستگی رکھیں۔ آج اسلام کی نشاۃ ثانیہ خلافت کے نظام کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ اس لیے آپ کو چاہئے کہ آپ اور آپ کی نسلیں اس بابرکت سایہ کے نیچے رہیں۔

مَیں بار بار توجہ دلا چکا ہوں کہ ایم ٹی اے کو دیکھنا اور سننا اپنی زندگیوں کا لازمی حصہ بنائیں جس میں میرے خطبات بھی شامل ہوں۔ ہر عمر کے افراد جس میں نوجوان، مرد، عورتیں اور بچے شامل ہیں سب کو اس روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو میری ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اللہ آپ کو نیکی اور تقویٰ میں ترقی دے۔ عبادات کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس

کلامُ الامام

''تمہارا اُسوہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ کوئی تجارت اور بیع وشریٰ انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔''

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 104)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ مرکرہ، کرناٹک)

کلامُ الامام

''اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ
جب کوئی دُکھ یا مصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ''

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 96)

طالب دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج یوکے (UK) کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ دعاؤں پر ان دنوں میں بہت زور دیں اور جن کو توفیق ہے وہ صدقات بھی دیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور سب لوگ، یہاں آ کر شامل ہونے والے بھی اور دنیا میں مختلف ممالک میں رہنے والے احمدی بھی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جلسہ کی کارروائی سن رہے ہیں، جلسہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور دشمن کے ہر شر سے بچنے کے لئے دعا کریں

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے مہمان نوازی کرنے والے کارکنان کو جلسہ کے مہمانوں کی مہمان نوازی کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی آج مختصراً مہمانوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مہمان کے بھی کچھ فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جسے اس نے ادا کرنا ہے

مہمان کا بیشک اسلام میں بہت حق ہے لیکن اسلام ایک ایسا معتدل اور اعتدال کی تعلیم دینے والا مذہب ہے جو صرف ایک فریق کو ہی ذمہ داریوں کا احساس دلا کر اس طرف توجہ دینے کی نصیحت نہیں کرتا بلکہ دوسرے فریق کو بھی کہتا ہے کہ تم بھی اپنے فرائض ادا کرو اور جن حقوق کی ادائیگی تم پر واجب ہے تم انہیں ادا کرو کیونکہ یہی بات ہے جو پیار، محبت اور بھائی چارے پر مبنی ایک معاشرے کے قیام کا باعث بنے گی

جلسہ پر آنے کا مقصد تو تقویٰ میں ترقی کرنا، خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق میں بڑھنا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا اور ایک دوسرے کیلئے اپنے قربانی کے جذبے اور معیار کو بڑھانا ہے

جلسہ میں شامل ہونے والے مہمان جب جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آتے ہیں تو صرف وہ مہمان نہیں ہوتے کہ بحیثیت مہمان اپنے سے بہتر سلوک اور آرام و آسائش کی توقع رکھیں بلکہ وہ ایثار و قربانی کے اعلیٰ معیار بھی حاصل کرنے والے ہونے چاہئیں اور جلسہ منعقد کرنے کا جو مقصد ہے وہ ہر وقت ان کے سامنے ہونا چاہئے جو جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ سے تعلق اور روحانیت میں ترقی ہے اور ایک دوسرے کا حق ادا کرنا ہے

جہاں تک غیر از جماعت مہمانوں کا تعلق ہے تو یقیناً ہم نے ان کا خیال رکھنا ہے اور ان کی مہمان نوازی میں اپنے وسائل کے مطابق جس حد تک سہولت مہیا ہو سکتی ہے اور مہمان نوازی کا حق ادا ہو سکتا ہے ادا کرنا ہے ایک احمدی جب جلسہ پر شامل ہونے کے لئے آتا ہے تو اسے اپنے آپ کو مہمان اور میزبان دونوں سمجھنا چاہئے تبھی ایثار اور قربانی کا جذبہ بڑھے گا اور جلسہ کا ماحول پُرامن اور پیار اور محبت کا ماحول بنے گا

جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں نہایت اہم نصائح

جلسہ کے موقع پر بازار اور نمائشوں اور بعض انتظامات کے حوالہ سے تذکرہ اور مہمانوں اور میزبانوں کو مختلف امور سے متعلق خصوصی توجہ دینے کی تاکید

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28؍جولائی 2017ء بمطابق 28؍وفا 1396 ہجری شمسی بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء بمقام حدیقۃ المہدی، آلٹن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج یوکے (UK) کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ دعاؤں پر ان دنوں میں بہت زور دیں اور جن کو توفیق ہے وہ صدقات بھی دیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور سب لوگ، یہاں آ کر شامل ہونے والے بھی اور دنیا میں مختلف ممالک میں رہنے والے احمدی بھی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جلسہ کی کارروائی سن رہے ہیں، جلسہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور دشمن کے ہر شر سے بچنے کے لئے دعا کریں۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے مہمان نوازی کرنے والے کارکنان کو جلسہ کے مہمانوں کی مہمان نوازی کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ آج مختصراً مہمانوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مہمان کے بھی کچھ فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جسے اس نے ادا کرنا ہے۔

مہمان کا بیشک اسلام میں بہت حق ہے لیکن اسلام ایک ایسا معتدل اور اعتدال کی تعلیم دینے والا مذہب ہے جو صرف ایک فریق کو ہی ذمہ داریوں کا احساس دلا کر اس طرف توجہ دینے کی نصیحت نہیں کرتا بلکہ دوسرے فریق کو بھی کہتا ہے کہ تم بھی اپنے فرائض ادا کرو اور جن حقوق کی ادائیگی تم پر واجب ہے تم انہیں ادا کرو کیونکہ یہی بات ہے جو پیار، محبت اور بھائی چارے پر مبنی ایک معاشرے کے قیام کا باعث بنے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ایک سال ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے جلسہ کا انعقاد نہیں فرمایا تھا تو اس وقت اس کی وجہ بھی جلسہ میں شامل ہونے والوں کے غلط رویّے تھے۔ یعنی آنے والے مہمان اپنے فرائض اور حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے آپ علیہ السلام کے صدمے اور ناراضگی کی وجہ بنے تھے۔ آپ نے ناراضگی کا اظہار اس لئے نہیں فرمایا تھا کہ جلسہ میں شامل ہونے والے لوگوں سے آپ کو کوئی براہ راست تکلیف پہنچی ہے۔ بلکہ آپ نے یہ اظہار فرمایا کہ تم لوگ جو جلسہ میں شامل ہوئے ہو ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کر رہے اور نہ صرف یہ کہ ایک دوسرے کے حق ادا نہیں کر رہے بلکہ خود غرضی اور خود پسندی کا بھی اظہار کر رہے ہو۔ اپنے آرام کو دوسروں کے آرام پر ترجیح دے رہے ہو۔ جلسہ پر آ کر اس طرح کے اظہار کر رہے ہو کہ گویا یہ کوئی دنیاوی میلہ ہے۔ جبکہ جلسہ پر آنے کا مقصد تو تقویٰ میں ترقی کرنا، خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق میں بڑھنا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا اور ایک دوسرے کیلئے اپنے قربانی کے جذبے اور معیار کو بڑھانا ہے اور جب آپ نے دیکھا کہ اس معیار پر کچھ لوگ پورا نہیں اتر رہے تو آپ کو بڑا صدمہ پہنچا جس کا اظہار آپ نے بڑا کھل کر فرمایا۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 394 تا 395)

پس جلسہ میں شامل ہونے والے مہمان جب جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آتے ہیں تو صرف وہ مہمان نہیں ہوتے کہ بحیثیت مہمان اپنے سے بہتر سلوک اور آرام و آسائش کی توقع رکھیں بلکہ وہ ایثار و قربانی کے اعلیٰ معیار بھی حاصل کرنے والے ہونے چاہئیں اور جلسہ منعقد کرنے کا جو مقصد ہے وہ ہر وقت ان کے سامنے ہونا چاہئے جو جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ سے تعلق اور روحانیت میں ترقی ہے اور ایک دوسرے کا حق ادا کرنا ہے۔

جہاں تک غیر از جماعت مہمانوں کا تعلق ہے تو یقیناً ہم نے ان کا خیال رکھنا ہے اور ان کی مہمان نوازی میں اپنے وسائل کے مطابق جس حد تک سہولت مہیا ہو سکتی ہے اور مہمان نوازی کا حق ادا ہو سکتا ہے ادا کرنا ہے اور خاص طور پر بعض قوموں کے سردار جو ہیں وہ بھی مہمان بن کے آئے ہیں۔ ان کا جہاں تک مہمان بن کے آنے کا تعلق

ہے ان کی مہمان نوازی خاص توجہ سے کرنی چاہئے کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے کہ قوموں کے لیڈر اور سردار جو تمہارے پاس آئیں تو ان کو عزت دو، ان کا احترام کرو اور ان کی خاطر تواضع کرو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب اذا أتاکم کریم قوم فاکرموہ، حدیث 3712)

اسی طرح جوق در جوق کی تلاش میں آنے والے ہیں وہ بھی بہت سارے لوگ آتے ہیں۔ وہ کوئی بھی ہوں ان کی مہمان نوازی ہمیں پوری طرح کرنی چاہئے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی بات سمجھائی ہے۔ چنانچہ آپ اپنے لنگر کے کارکنوں کو یہی ہدایت فرماتے تھے کہ تم کسی کو جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ کوئی بڑا ہے یا چھوٹا ہے، امیر ہے یا غریب ہے، تم نے ہر ایک کی مہمان نوازی کرنی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 6، صفحہ 226)

لیکن ایک احمدی جب جلسہ پر شامل ہونے کے لئے آتا ہے تو اسے اپنے آپ کو مہمان اور میزبان دونوں سمجھنا چاہئے۔ تبھی ایثار اور قربانی کا جذبہ بڑھے گا اور جلسہ کا ماحول پُر امن اور پیار اور محبت کا ماحول بنے گا۔

مہمان کو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس نے گھر والے کے لئے تنگی کے سامان نہیں کرنے بلکہ سہولت کے سامان کرنے ہیں۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف وخدمتہ......الخ، حدیث 6135)

جلسہ کے دنوں میں یہاں اس جگہ پر کیونکہ عارضی انتظام ہوتا ہے اس لئے یہاں رہائش رکھنے والوں کو وہ آرام اور سہولت مہیا نہیں کی جاسکتی جو ایک مستقل انتظام میں کی جاسکتی ہے۔ یہاں اجتماعی قیام گاہیں بھی بنائی گئی ہیں اور خیموں میں فیملیوں کی رہائش کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اس انتظام میں بہت سی کمیاں رہ گئی ہوں گی۔ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے جماعتی مہمان نوازی کے شعبہ جات گھر والے کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے بجائے ان شعبوں کو اس نظر سے دیکھنے کے کہ یہ جماعتی شعبہ جات ہماری خدمت پر مامور کئے گئے ہیں اور اگر ان میں کہیں کوئی کمی یا کمزوری ہے تو ہم حق رکھتے ہیں کہ جو چاہیں انہیں کہیں اور سہولتیں حاصل کرنے کی کوشش کریں تو یہ غلط سوچ ہے۔ یہ کارکنان اور کارکنات جو خدمت پر مامور ہیں کوئی ہمارے ملازم نہیں ہیں۔ یہ ان کی عاجزی اور خدمت کا جذبہ ہے جو وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کر کے دکھا رہے ہیں۔ ان کارکنوں میں بعض بہت پڑھے لکھے اور صاحبِ حیثیت لوگ بھی ہیں۔ اس لئے مہمانوں کو چاہئے کہ کارکنوں کے ساتھ ضرورت کے وقت نرمی اور پیار سے بات کر کے اپنی ضرورت کا مطالبہ کریں اور اگر وہ یعنی کارکن مجبوری کی وجہ سے معذرت کریں تو پھر خوشدلی سے ان کی معذرت کو قبول کریں۔ اسی طرح ہمارے نوجوان لڑکے لڑکیاں بھی بڑے جذبے سے ڈیوٹی دیتے ہیں اور دے رہے ہیں۔ بعض دفعہ بعض بڑوں کے غلط رویّے اور بات کرنے کے طریق سے ان نوجوانوں کو بڑی ٹھوکر لگتی ہے اور یہ بڑے لوگ ان کی ٹھوکر کا باعث بن جاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے۔ بڑوں کو بھی چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنا چاہئے۔

ہر احمدی آنے والا مہمان اپنے آپ کو صرف مہمان نہ سمجھے، جیسا کہ مَیں نے کہا، بلکہ اس نیّت سے جلسہ میں شامل ہو کہ میرا اصل مقصد جلسہ میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بننا ہے، جلسہ کی برکات سے فائدہ اٹھانا ہے اور اپنی روحانیت میں ترقی کرنا ہے، نہ کہ چھوٹی چھوٹی دنیاوی سہولتوں اور باتوں کے پیچھے اپنا وقت ضائع کرنا ہے اور ماحول کو اس وجہ سے مکدّر اور خراب کرنا ہے۔ لیکن کارکنان کو بھی یہاں مَیں دوبارہ یہی کہوں گا کہ جو بھی حالات ہوں، جیسا بھی کسی کا رویّہ ہو، آپ لوگوں نے خوش اخلاقی اور صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کرنا ہے۔

مہمانوں کو کھانے کے لئے جو بھی میسر آئے ان تین دنیوں میں انہیں ہنسی خوشی اسے کھا لینا چاہئے۔ دیکھیں یہ کتنا بڑا جذبہ ہے کہ بعض لوگ جو بعض محکموں میں افسر ہیں صرف اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت میں برکت ہے، رخصتیں لے کر ایک شوق اور جذبے سے کھانا پکانے کی خدمت بھی سرانجام دیتے ہیں۔ اس لئے کھانے کے مزہ میں اگر کمی بیشی بھی ہو جائے تو شکایت کی ضرورت نہیں۔

لیکن جو کھانا کھلانے والے کارکن ہیں اور جو کھانا تقسیم کرنے والے ہیں وہ بھی یاد رکھیں کہ جب کسی کو کھانا دیں تو عزت سے دیں اور اگر کوئی دس مرتبہ بھی سالن کا مطالبہ کرے اور اپنی مرضی کا سالن ڈلوانا چاہے تو ڈال دیں۔ بعض دفعہ کھانا کھلانے کی جگہوں پر چھوٹی چھوٹی باتوں پر بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح مہمان یہ بھی خیال رکھیں کہ کھانا کھا کر جتنی جلدی ہو سکے کھانے کی مارکی کو چھوڑ دیں تاکہ دوسرے لوگ بھی آرام سے آکر کھانا کھا سکیں۔ کوشش تو انتظامیہ کی یہی ہوتی ہے کہ ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کھانا کھلایا جا سکے اور جگہ بھی اضافہ کر کے، وسیع کر کے، بنانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن پھر بھی رش میں مشکل پیش آجاتی ہے۔ اگر مہمانوں کا تعاون ہو تو اس میں پھر سہولت رہتی ہے۔ مہمانوں کے لئے دوسری سہولیات غسل خانوں وغیرہ کا بھی بہتر انتظام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ عارضی انتظام کی وجہ سے بعض دفعہ مہمانوں کو مشکل اور تکلیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس بات کو برداشت کرنا چاہئے۔ اب رات کو ہی مجھے رپورٹ ملی کہ غسل خانوں کے ایک حصہ کا ڈرین پائپ (Drain Pipe) ٹوٹ گیا ہے جس کی وجہ سے گٹر بلاک ہو گئے، غسل خانوں کو تھوڑے عرصے کے لئے بند کرنا پڑا اور مشکل پیش آئی۔ گو انتظامیہ اس کو مستقل حل کرنے کی اور صحیح کرنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن مہمانوں کو اس میں مزید مشکل پیش آسکتی ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ ٹرانسپورٹ کے اور پارکنگ کے انتظام میں اس دفعہ سہولت کی خاطر کچھ تبدیلی کی گئی ہے اور ابھی تک جو میری رپورٹ ہے اس کے مطابق تو اس سہولت سے فائدہ ہو رہا ہے اور ٹریفک کا جو رَش تھا یا ٹریفک جام ہو جاتا تھا اس میں کافی حد تک کمی ہے بلکہ ٹریفک کا بہتر فلو (flow) ہے۔ لیکن پھر بھی آنے والوں کو پارکنگ اور ٹرانسپورٹ کے شعبہ سے باقی تین دنوں میں بھی پورا تعاون کرنا چاہئے۔ جہاں اور جس طرح بھی کاروں کو اور افراد کو بھی کیو (que) اور لائنیں لگانے کا کہا جائے اسی طرح لگائیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کاروں کی پارکنگ کے لئے بڑی پارکنگ اور جگہ بھی لی گئی ہے وہاں سے بسوں پہ لایا جائے گا۔ اس میں بھرپور تعاون کریں۔ اگر تعاون ہوگا تو بغیر ٹریفک رکے آسانی سے وقت پر پہنچ سکتے ہیں۔ عموماً ہر سال جمعہ کے وقت لوگ دیر سے پہنچتے تھے اور آخر وقت تک آ رہے ہوتے تھے بلکہ مجھے کہا جاتا تھا کہ کچھ لیٹ آئیں تاکہ لوگ پہنچ جائیں۔ لیکن اس دفعہ لگتا ہے اس وجہ سے کچھ بہتر انتظام ہے۔ اس لئے آئندہ بھی تعاون کریں گے تو یہ بہتر انتظام جاری رہے گا ورنہ دقّت ہوگی۔

اسی طرح جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا تھا کہ وقت سے پہلے سفر شروع کریں تاکہ وقت پر پارکنگ کی جگہ پہنچ سکیں اور پھر بسوں کے ذریعہ جلسہ گاہ پر لانے کا انتظام کیا جا سکے۔

اسی طرح سیکیورٹی کے مسائل ہر سال بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے سیکیورٹی چیکنگ پر بھی بھرپور تعاون کریں۔ اپنا ایمز کارڈ (Aims Card) اور جہاں یہ نہیں ہے یا شناختی کارڈ کی ضرورت ہے یا شناختی تعارف کا خط ہے اس کو دکھانے کی ضرورت ہے وہ ضرور دکھائیں۔ جتنی دفعہ مطالبہ کیا جائے دکھائیں۔ اپنا کارڈ اور خاص علاقے کا پاس کسی اور کو نہ دیں بعض دفعہ لوگ گرین ایریا کے کارڈ دوسروں کو دے دیتے ہیں یا کسی بھی جگہ جانے کی اگر access ہے تو کسی دوسرے کو نہ دیں۔ گزشتہ سالوں میں ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ اپنے گرین ایریا کے یا کسی خاص علاقے کے کارڈ اپنے کسی واقفکار کو یا دوست کو دے دیئے اور یہ غلط حرکت بعض دفعہ کارکنان اور اچھے بھلے عہدیدار بھی کر جاتے ہیں اسلئے احتیاط کرنی چاہئے۔ چیکنگ کرنے والے بھی اگر کسی کو ایمز (AIMS) کے علاوہ دو کارڈ ایشو ہوئے ہوئے ہیں تو دونوں چیک کیا کریں اور دیکھیں کہ ایک ہی نام کے یہ دونوں ہونے چاہئیں۔

اسی طرح اس سال شاید سیکیورٹی والے اس بات کو بھی چیک کریں اور ان لوگوں کو روکیں جو اپنے ساتھ پانی کی بوتلیں لاتے ہیں۔ اس چیکنگ میں بھی تعاون کریں۔ کیونکہ سرکاری محکموں کی طرف سے ہمیں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے اور یہ سب حفاظتی اقدامات کے لئے ہے۔ اس لئے سب کو تعاون کرنا چاہئے۔

سیکورٹی چیک کرنے والے کارکنوں کا بھی کام ہے کہ چاہے کوئی جاننے والا ہے، یا نہ جاننے والا ہے کارکن ہے، یا غیر کارکن ہے۔ عہدیدار ہے یا غیر عہدیدار ہے ہر ایک کو چیک کریں۔ اس لئے اس بارے میں کسی کو برا ماننے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ چیکنگ کرنے والوں کو شرمانے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے دائیں بائیں اپنے ماحول پر نظر رکھے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا ان دنوں میں دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے جلسہ کو بابرکت فرمائے۔ جلسہ کی کارروائی کو سنیں اور اِدھر اُدھر نہ پھریں۔

انتظامیہ کو اور کارکنوں کو ایک چیز یہ بھی کہنا چاہتا ہوں اور پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ انتظامیہ لوگوں کی سہولت کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرے۔ بعض دفعہ بعض لوگ جو کچھ کھا پی کر نہیں آتے، گھروں سے جلدی آجاتے ہیں یا صبح کھانے کی عادت نہیں ہوتی اور پھر یہاں آ کے بعض دفعہ کھانے کے وقت میں دیر بھی ہو جاتی ہے تو لمبے فاقے کی وجہ سے ان کی طبیعت خراب ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ بعض مریض ہوتے ہیں جو لمبا فاقہ نہیں

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کی تعظیم کرو۔

(سنن ابن ماجہ)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم جے وسیم احمد صاحب مرحوم (چنتہ کنٹہ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کسی کی کمزوری دیکھی اور پردہ پوشی سے کام لیا یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی زندہ درگور لڑکی کو نکالا اور اسے زندگی بخشی۔ (سنن ابی داؤد)

طالب دعا: محمد منیر احمد، امیر ضلع نظام آباد (صوبہ تلنگانہ)

کر سکتے۔ اگر کوئی ایسا شخص ہو تو کھانا کھانے کی مارکی میں کسی نہ کسی کھانے کی چیز کا انتظام ہونا چاہئے اور وہاں ڈیوٹی پر لوگ موجود ہونے چاہئیں۔ لیکن اگر ویسی صورتحال ہو تو مہمان بھی فوری طور پر کھا کر واپس آئیں اور جلسہ کی کارروائی کو سنیں۔

اسی طرح انتظامیہ اس بات کو بھی یقینی بنائے کہ بازار مکمل طور پر بند ہوں۔ کسی سٹال یا دکان میں سٹال والا یا دکان والا بھی موجود نہ ہو۔ سب جلسہ سنیں۔ اوّل تو سیکیورٹی کا انتظام وہاں ہونا چاہئے اور بازار کے شعبہ کی ذمہ داری ہونی چاہئے کہ سیکیورٹی کا انتظام رکھے۔ لیکن اگر پھر بھی بعضوں کی تسلی نہیں ہے، قیمتی سامان ہے تو دکان پہ نہیں بیٹھنا۔ وہاں بازار میں ایک کونے میں ایک جگہ بنالیں جہاں جلسہ سننے کا انتظام ہو اور ٹی وی لگا ہو۔

اسی طرح یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جماعتی طور پر ہر سال کی طرح اس سال بھی نمائشیں لگائی گئی ہیں جن میں ریویو آف ریلیجنز کی نمائش بھی ہوگی اور ساتھ ہی کفن مسیح کی نمائش بھی ہوگی۔ اس مضمون کے بعض دوسرے غیر مسلم ماہرین بھی آ رہے ہیں جو اپنے لیکچر بھی دیں گے اور سوال جواب بھی کریں گے۔ ان سے بھی جن لوگوں کو دلچسپی ہے ان کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اسی طرح 'القلم' کا پراجیکٹ بھی ریویو آف ریلیجنز کے تحت اس دفعہ بھی چلے گا جہاں قرآن کریم کی کوئی نہ کوئی آیت ہاتھ سے لکھنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ اس میں لوگ بڑی دلچسپی سے شامل ہوتے ہیں۔ تو جن کو بھی دلچسپی ہے وہ اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔

اسی طرح شعبہ آرکائیو کے تحت بھی اس دفعہ بعض تبرکات کی نمائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔ وہ بھی دیکھنے والی چیز ہوگی۔ مخزن تصاویر کی تصویروں کی نمائش ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جلسہ کی کارروائی کے دوران یہ سب بند رہیں گی۔ جلسہ کی کارروائی کو سب غور سے سنیں اور تقریروں سے فائدہ اٹھائیں۔ علماء اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت سے اپنی تقاریر تیار کرتے ہیں ان سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ یہ نہیں کہ صرف اپنی پسند کے مقرروں یا عنوانات کو غور سے سنیں اور اس میں دلچسپی لیں اور باقی پر توجہ نہ دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آکر اُس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔'' فرماتے ہیں ''میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلّف سے'' (بناوٹ اور تکلف کوئی نہیں) ''بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔''

پھر آپ فرماتے ہیں ''ہم جو کچھ کہیں خدا کے لئے، اس کی رضا حاصل کرنے کے واسطے، اور جو کچھ سنیں خدا کی باتیں سمجھ کر سنیں اور نیز عمل کرنے کے واسطے سنیں اور مجلس وعظ سے ہم صرف اتنا ہی حصہ نہ لے جائیں کہ یہ کہیں (کہ) آج بہت اچھا وعظ ہوا''۔ سنیں غور سے سنیں اور اس نیت سے سنیں کہ عمل کرنا ہے۔ صرف اس نیت سے نہ سنیں کہ وعظ کی تعریف کرنی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں ''مسلمانوں میں ادبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے''۔ (کیوں گراوٹ پیدا ہوئی دوسرے مسلمانوں میں؟ اس کی بھاری وجہ یہی ہے کہ وہ اس نیت سے نہیں سنتے تھے۔) فرمایا ''ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لسّان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے، شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے کہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا''۔ فرمایا کہ ''قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزل ہی کی طرف جاتی ہے''۔ (یہی ہم دیکھتے چلے آ رہے ہیں اور آجکل تو اور بھی زیادہ بھیانک حالات ہوتے چلے جا رہے ہیں۔) فرمایا کہ ''بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لے کر نہیں جاتے۔''

(ملفوظات، جلد 1 صفحہ 398 تا 401، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس بنیادی بات کو ہر شامل ہونے والے کو سمجھنا چاہئے کہ اخلاص کے ساتھ جلسہ کے پروگرام میں شامل ہوں۔ تقاریر کو سنیں اور اس نیت سے سنیں کہ ہم نے ان پر عمل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرنی ہے۔ احمدی علماء پر اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام سے استفادہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں اس سے استفادہ کرتے ہوئے ہم تک پہنچاتے ہیں۔ روحانی اور علمی مضامین بیان کرتے ہیں۔ اگر ہم حقیقت میں اس سے استفادہ کرنے والے ہوں تو اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو جلسہ کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

دونوں فریقین کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ
ایک دوسرے پر جتنی جلد اور جتنا زیادہ اعتماد قائم کریں گے
ویسے ہی یہ رشتے مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتے چلے جائیں گے

خطبہ نکاح فرمودہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 جولائی 2015ء بروز جمعرات مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس وقت میں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ نکاح اور شادی کے موقع پر دونوں فریقین کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک دوسرے پر جتنی جلد اور جتنا زیادہ اعتماد قائم کریں گے ویسے ہی یہ رشتے مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتے چلے جائیں گے۔ پس پہلی شرط اعتماد ہے اور اعتماد سچائی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے دونوں فریقین کو ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ بھی سچائی سے کام لینا چاہئے اور جو نئے خاندانوں میں جہاں رشتے ہو رہے ہیں ان خاندانوں کو بھی آپس میں ہمیشہ سچائی سے کام لینا چاہئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرتے ہوئے جہاں تم اپنی زندگیاں سنوارنے کی کوشش کرو، اپنے اعمال کو دیکھو کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ وہ اعمال جو اگلے جہان میں تمہارے کام آنے والے ہیں ان کی طرف نظر رکھو۔ اسی طرح آئندہ جو انشاء اللہ نسلیں پیدا ہوں گی ان کی تربیت کی طرف بھی توجہ رکھو تا کہ وہ ہمیشہ تمہارے نام کی پاسداری کرنے والے ہوں، تمہارے خاندان کو اونچا کرنے والے ہوں اور جماعت کیلئے مفید وجود بننے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ان باتوں کا خیال رکھنے والے ہوں۔

ان چند الفاظ کے بعد اب میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ پہلا نکاح عزیزہ ملیحہ خان واقفۂ نو کا ہے جو طارق احمد خان صاحب کی بیٹی ہیں اور یہ عزیزم ابراہیم احمد خان واقفِ نو ابن مکرم منصور احمد خان صاحب کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ بچی کے والد وفات پا چکے ہیں ان کے ولی ان کے بھائی فائق احمد خان صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ ربیقہ افضل بٹ واقفۂ نو بنت مکرم محمود افضل بٹ صاحب کا ہے۔ جو عزیزم محمد مبشر اقبال بٹ ابن مکرم محمد ارشاد اقبال بٹ صاحب کے ساتھ سات ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ شائد سرکاری کاغذوں پہ نام کی ترتیب اور ہو، میں نے آسانی کیلئے اپنی ترتیب خود بنالی ہے۔ بٹ پہلے تھا، اقبال بعد میں تھا، اس لئے ترتیب بدل دی ہے۔ نام آپ کا ہی ہے پریشان نہ ہو جائیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا: دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔

مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ
انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی۔ ایس لندن
(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 26 رجون 2017)

......☆......☆......☆......

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

G.M. BUILDERS & DEVELOPERS
RAICHURI CONSTRUCTION
SINCE 1985
OFFICE:
PLOT NO.6 DURGA SADAN TARUN BHARAT CO.OP
HSG. SOC, NEAR CIGARETTE FACTORY,
CHAKALA, ANDHERI (EAST), MUMBAI-400069
TEL 2825831O, MOB. 09987652552
E-MAIL: RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM

MBBS IN BANGLADESH
SAARC FREE SCHOLARSHIP SEATS
EVALUATION & GUIDANCE APPLICATION PROCESSING
ADMISSION IN PVT. MEDICAL COLLEGES
• BANGLADESH MEDICAL COLLEGE
• AD-DIN WOMEN'S MEDICAL COLLEGE
• GREEN LIFE MEDICAL COLLEGE
• JAHARUL ISLAM MEDICAL COLLEGE
• SOUTHERN MEDICAL COLLEGE
• ENAM MEDICAL COLLEGE
• DHAKA NATIONAL MEDICOCAL COLLEGE
• Z.H. SIKHDER WOMEN'S MEDICAL COLLEGE
• UTTARA WOMEN'S MEDICAL COLLEGE AND HOSPITAL
• ANWAR KHAN MODERN MEDICAL COLLEGE
AND OTHER COLLEGES OF BANGLADESH

SALIENT FEATURES
•Recognized By MCI/IMED/ BM&DC
•Lowest Packages Payable In Instalments
•Excellent Faculty & Hostel Facility
•Secure Environment
Lowest Total Package For 5 Years Starts From 30,000 USD (INR 19.00 Lacs Approx.)
For Transparent Admission Contact With Original Certificates & Passport
BILAL MIR
NEEDS EDUCATION KASHMIR
QURESHI BUILDING OPP. AKHARA BUILDING, NEXT BUILDING TO KBD BOOK SHOP, BUDSHAH CHOWK, NEAR BUDSHAH BRIDGE SGR - 190001
Cell: 09596580243|07298531510
Email: mbbsjk.bd@gmail.com
H/O : 69/C 5TH FLOOR, PANTHAPATH DHAKA

سہارا آٹو ٹریڈرز
SAHARA AUTO TRADERS
Rexines & Auto Tops
Motor Line Road, Mahboob Nagar
Pro. V.Anwar Ahmad
Mob. : 9989420218

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم، عربک ڈیسک یوکے)

مکرمہ غنیٰ صبحی العجان صاحبہ (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرمہ غنیٰ صبحی العجان صاحبہ آف سیریا کے احمدیت کی طرف سفر کے احوال کا ایک حصہ پیش کیا تھا۔ وہ بیان کررہی تھیں کہ ان کا خیال تھا کہ یہ مسیح موعود کی آمد کا زمانہ ہے اوراس زمانے میں مسیح موعود کے ظہور کی خبر میڈیا کے ذریعہ ہی نشر ہوگی اور ٹی وی اس کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے انہیں اپنی جماعت کے فتویٰ کے برخلاف ٹی وی پر مختلف دینی چینلز دیکھتے رہنا چاہئے۔ اس کے بعد کیا ہوا؟

رؤیا نے کایا پلٹ دی

مکرمہ غنیٰ صبحی العجان صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ: اسی رات میں نے ایک رؤیا دیکھا جس نے بعد میں میری زندگی بدل دی۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک بڑے میدان میں ہوں۔ ایسے میں کچھ لوگوں کو ایک ایسی کار میں آتے ہوئے دیکھتی ہوں جس کی چھت پر سیٹلائٹ ڈش لگی ہوئی ہے۔ یہ گاڑی اس وسیع میدان کے درمیان میں پہنچ کر رک جاتی ہے اوراس میں سے کچھ لوگ سامان نکال کر رکھ رہے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے عربی لباس پہنا ہوا ہے اور چہرہ روشن ہے۔ اچانک یہ شخص میدان کے وسط سے میرے سامنے آکھڑا ہوتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ: بہن! تم یہاں پر کیا کر رہی ہو؟ میں جواب دینے کی بجائے اس سے پوچھتی ہوں کہ آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ ہم نیا ٹی وی چینل کھولنے لگے ہیں۔ کیا تم اسے دیکھو گی؟ میں کہتی ہوں: کیوں نہیں؟ میں ضرور دیکھوں گی۔

اس گفتگو کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اگلے روز میں ٹی وی لے آئی اور کچھ دیر میں ہی سب کچھ سیٹ کرلیا۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ گزشتہ کچھ عرصہ میں بہت سے نئے دینی چینلز کا اضافہ ہوا تھا۔ باری باری ان چینلز کو دیکھنے کے دوران میں نے محسوس کیا کہ ایک چینل ان سب سے الگ ہے۔ بلکہ یوں لگتا تھا کہ یہ کسی اور ہی زمانے کا چینل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ میں باقی چینلز کو چھوڑ کر کچھ دیر کے لئے اسے دیکھنے لگ گئی۔ یہ چینل ایم ٹی اے تھا اوراس وقت اس پر پروگرام الحوار المباشر چل رہا تھا۔ اس پروگرام کو دیکھنے کے دوران بار بار میری نظر پروگرام کے میزبان کی طرف اٹھتی اور مجھے خیال گزرتا کہ میں نے اسے کہیں دیکھا ہے۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ یہ تو وہی شخص ہے جسے خواب میں مَیں نے وسیع میدان میں سیٹلائٹ چینل کھولتے دیکھا تھا اور پھر اس کے ساتھ خواب میں ہی اس کا چینل دیکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ اپنے وعدہ کو یاد کرکے میں اس چینل کو دیکھنے لگ گئی اور پھر اسی کی ہوکر رہ گئی۔ یہ چینل میری آنکھوں کی ٹھنڈک بن گیا۔ ان دنوں میں اس چینل پر عیسائیوں کے ساتھ بحث چل رہی تھی۔ دن رات ان بحثوں کو سننے کے باوجود میرا شوق اور دلچسپی کم نہ ہوتی۔ میں کہتی کہ خدایا تیرا شکر ہے کہ تونے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی پیدا کئے ہیں جو عیسائیوں کو مخاطب کرکے آج ''تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ'' کی صدا بلند کررہے ہیں۔

یہی سچا امام مہدی ہے!

میں ان دینی بحثوں میں اسلام کے مضبوط دلائل کو سن کر خود کو روحانی جنت میں محسوس کرتی تھی۔ میں نے اپنی بہن اور خالہ کو بھی اس چینل کے بارہ میں معلومات دیں۔ میری بہن نے گھر میں یہ چینل دیکھنا شروع کیا تو اس کی ہی ہوگئی۔ اس کے خاوند نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کے سمجھانا چاہا لیکن جب وہ چینل دیکھنے سے نہ رکی تو اس کے خاوند نے ریسیور سے ہی اس چینل کو حذف کر دیا۔ اسی طرح شروع شروع میں میرا خاوند بھی میرے ساتھ اس چینل کو دیکھتا رہا لیکن پھر خاموشی سے علیحدہ ہوگیا۔

ایک روز میں حسبِ عادت ان کا پروگرام دیکھ رہی تھی کہ اس میں امام مہدی اور مسیح موعود کے الفاظ سن کر ہمہ تن گوش ہوگئی۔ اتنے میں ایک تصویر ٹی وی کی سکرین پر نمودار ہوئی اوراس کے نیچے امام مہدی اور مسیح موعود کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ایک عربی نظم کا یہ شعر پڑھا گیا:

فِي الْقَادِيَانِ أَتَى الْمَهْدِيَّ جِبْرِيلُ
فَعَمَّ تِلْكَ الرُّبَى ذِكْرٌ وَتَرْتِيلُ

یعنی قادیان میں امام مہدی کے پاس جبرائیلؑ آئے اور پھر اس سرزمین کی فضا ذکر الٰہی اور قرآن کریم کی آیات کی تلاوت سے معمور ہوگئی۔ (یہ مکرم موسیٰ اسعد صاحب آف کبابیر کے ایک قصیدہ کا مطلع ہے)

امام مہدی کی آمد کے بارہ میں یہ کلام سنا تو میرا تجسّس مزید بڑھ گیا۔ ابھی میں اس بارہ میں سوچ ہی رہی تھی کہ اس قصیدہ کے بعد امام مہدی کے کلام سے اقتباسات پیش کئے گئے۔ پہلے اقتباس کا پہلا جملہ ہی میری کایا پلٹنے کے لئے کافی ثابت ہوا، جو یہ تھا: وَاللهِ إِنِّي مِنَ اللهِ أَتَيْتُ وَمَا افْتَرَيْتُ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ۔ یعنی خدا کی قسم میں خدا کی طرف سے آیا ہوں نہ کہ میں نے کوئی افتراء کیا ہے۔ یقیناً افتراء کرنے والا خائب وخاسر رہتا ہے۔

یہ الفاظ سنتے ہی میں نے بے اختیار ہوکر کہا کہ یہ کسی سچے شخص کا کلام ہے۔ یقیناً یہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور یہی مسیح موعود وامام مہدی ہے۔

ایک ہمدرد شخص

اقتباس کے دوران ہی جب دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی تو اب کی بار میں اس کو دیکھ کر ٹھٹھک کے رہ گئی۔ پھر یکایک میری آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں کیونکہ یہ وہی شخص تھا جسے قبل ازیں مَیں کشفی حالت میں دیکھ چکی تھی۔ میں نے ذکر کیا تھا کہ ایک بار میں نے خدا تعالیٰ سے رورو کر دعائیں کرتے ہوئے عرض کی کہ خدایا! آج تیرا صحیح دین کہاں ہے؟ اور آج کس جماعت کو تیری تائید حاصل ہے؟ اس کے بعد میں نے ایک خاص حالت میں محسوس کیا کہ ایک شخص میرے ساتھ آکر کھڑا ہوگیا ہے جو میرے ساتھ ہمدردی کرنے کیلئے آیا ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر دل میں کہا کہ نہ جانے یہ شخص کون ہے؟ اب ٹی وی پر وہی تصویر دیکھ کر مجھے اپنا کشف اور اس کی تعبیر بھی سمجھ میں آگئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس وقت بتایا تھا کہ یہ شخص ہے جس کی جماعت کو خدائی تائید حاصل ہے اور یہی خدا تعالیٰ کے سچے دین کی نمائندہ جماعت ہے۔

میں نے روتے ہوئے اس تصویر کو مخاطب ہوکر کہا کہ آج تُو ہی اسلام کا دفاع کررہا ہے، تُو عیسائیوں کے مزاعم کا ردّ کررہا ہے، تُو ہی سچا مسیح ومہدی ہے، میں تیری تصدیق کرتی ہوں اور تیری بیعت کرتی ہوں۔ حالانکہ اس وقت مجھے علم بھی نہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنی ضروری ہے۔

مَیں ایم۔ٹی۔اے کے پروگراموں کے ساتھ جیسے جنت میں رہ رہی تھی۔ میں نے اپنے قریبی لوگوں کو اس چینل اور جماعت کے بارہ میں بتانا شروع کردیا۔ مجھے اس وقت کوئی دلیل تو نہیں آتی تھی اس لئے میں یہی کہتی تھی کہ اگر یہ خدا کی طرف سے نہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ جس شخص کو کچھ عرصہ پہلے میں نے دعا کے بعد خواب میں دیکھا تھا وہی مجھے اس چینل پر مل گیا۔ اکثر لوگوں نے تو میری بات کو سنجیدگی سے نہ لیا تاہم میری بہن اور خالہ نے متعدد ایّام تک ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ ازاں بعد میری والدہ، بھائی اور دیگر دو بہنوں نے بھی بیعت کرلی۔

احمدی خواتین سے ملاقات کا احوال

میری بہن نے کسی طرح سیرین احمدی منیر ادلبی صاحب کا نمبر حاصل کرکے فون کیا اور ملاقات کے لئے ٹائم مقرر کرلیا۔ پھر جب ہم مرکز جماعت پہنچے اور احمدی بہنوں سے ملے تو ایک عجیب منظر دیکھا گیا۔ ہم خوش تھے لیکن دونوں اطراف سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے ہمارے درمیان دیرینہ شناسائی ہے اور عرصہ دراز کے فراق کے بعد اتفاقاً یہ ملاقات ہورہی ہے۔ احباب کرام کے ساتھ تعارف ہوا اور پھر ملاقاتوں، اجلاسات اور نمازوں وغیرہ پر اکٹھے ہونے کا سلسلہ چل نکلا۔ یہ 2007ء کی بات ہے۔

قبول احمدیت کے بعد میری زندگی ہی بدل گئی۔ سب سے بڑی تبدیلی یہ آئی کہ میرے دل میں سب کے لئے خیر خواہی کے جذبات پیدا ہوگئے اور اسی خیر خواہی کے جذبہ کے تحت میں ہر ایک کو جماعت کے بارہ میں بتانے لگ گئی۔

احمدیت کی خاطر جان بھی حاضر ہے!

میرا خاوند پہلے تو اس بات کو کوئی اہمیت نہ دیتا تھا لیکن میری بیعت کے بعد میری مخالفت کرنے لگ گیا۔ بلکہ میرے سسرال والوں نے بھی بہت مخالفت کی اور استہزاء کرنے لگ گئے۔ میں نے انہیں کہا کہ انبیاء کے ساتھ استہزاء کرنے والے خدا کے عذاب کے نیچے آتے ہیں۔ اور پھر یہی ہوا کہ سیریا بدترین خانہ جنگی کی لپیٹ میں آگیا اور ہم احمدی تو بفضلہٖ تعالیٰ معجزانہ طور پر وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوگئے لیکن میرا خاوند وغیرہ اُدھر ہی رہ گئے۔

سیریا میں حکومتی رِٹ قائم نہ رہی اور مختلف علاقوں پر مختلف گروہوں نے اپنی نام نہاد حکومت قائم کرلی۔

ہم غوطہ نامی دمشق کے مضافاتی علاقہ میں رہتے تھے جو سلفیوں کے زیر تسلط آگیا اور انہیں نہ جانے کس نے میرے احمدی ہونے کے بارہ میں بتا دیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک شخص کو مجھ سے سوال وجواب کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس شخص نے میرے خاوند اور بیٹے کے سامنے مجھ سے سوالات پوچھے اور بعد میں ایک تحریر لکھ کر کہا کہ اس پر دستخط کردو۔ میں نے کہا پہلے مجھے پڑھنے دو۔ پڑھنے پر معلوم ہوا کہ اس نے احمدیت کے بارہ میں اپنا مؤقف لکھ کر میری طرف منسوب کردیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں اپنے بیان کردہ مؤقف کے بالکل برعکس اس تحریر پر دستخط کیسے کردوں؟ میرے اصرار پر اس نے دوبارہ سوال وجواب کئے اور وہی بات لکھی جو میں نے کہی تھی۔ چنانچہ میں نے اس پر دستخط کردیئے۔

واپس جاتے ہوئے اس نے کہا کہ ہم سلفی ہیں اور جبہۃ النصرۃ کی طرف سے یہ تفتیش کررہے تھے۔ لیکن آپ کو جبہۃ النصرۃ کی شرعی عدالت کے سامنے بھی پیش ہونا پڑے گا۔ کچھ دن ہی گزرے تھے کہ انکی طرف سے حاضر ہونے کا پیغام آگیا۔ میں نے جاتے ہوئے اپنے خاوند کو بھی ساتھ چلنے کیلئے کہا تو اس لئے نہ صرف خود جانے سے انکار کردیا بلکہ مجھے بھی نہ جانے کا مشورہ دیا۔ میں نے کہا کہ میں وہاں جانے سے ہرگز نہیں ڈرتی کیونکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ میرے خاوند نے کہا کہ وہ تمہیں قتل کردیں گے۔ میں نے کہا کہ اگر یہ لوگ احمدیت کی وجہ سے مجھے قتل کرتے ہیں تو اس راہ میں مجھے موت بھی قبول ہے۔

خدائی تصرّف

میں ان کی عدالت میں حاضر ہوئی۔ وہاں ان کے قاضی نے مجھ سے سوالات کئے اور احمدیت سے تعارف کا واقعہ بھی سنا۔ وہ بار بار قادیانیت کا لفظ بولتا تو میں اسے ٹوکتی کہ قادیانیت کسی جماعت کا نام نہیں ہے۔ میں احمدی مسلمان ہوں اور میری جماعت کا نام جماعت احمدیہ مسلمہ ہے۔ براہ کرم مجھے اور میری جماعت کو اس نام سے پکاریں۔ اس کو بگاڑنے کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے جبہۃ النصرۃ والوں نے تمہیں تین دن تک جیل میں ڈالنے کے لئے کہا ہے۔ لیکن چونکہ تم ایک قابل احترام عورت ہو اس لئے میں تمہیں گھر واپس بھجوا رہا ہوں تاہم یہ کہتا ہوں کہ تین روز بعد تم یہاں واپس آجانا۔ میں نے کہا کہ میں یہاں سے نکلنے کی کوشش کررہی ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تم نکل گئی تو پھر آزاد ہو۔

میں نے کوشش کی لیکن ان تین دنوں میں وہاں سے نہ نکل سکی اور یوں جبہۃ النصرۃ کی عدالت کے سامنے پیش ہونے کا وقت آگیا۔ میں نے بہت دعا کی اور حضور انور کی خدمت میں بھی دعا اور راہنمائی کا پیغام بھجوایا۔ حضو رانور کی طرف سے فوری جواب آیا کہ حکمت کے ساتھ بات کرنے کی کوشش کریں۔

ان شریروں سے بچنے کی صرف ایک ہی راہ تھی کہ میں انہیں لکھ کردے دیتی کہ میں احمدی نہیں ہوں اور یہ بات مجھے کسی طور قابل قبول نہ تھی۔ میں احمدیت کیلئے مرنے کیلئے تیار تھی، ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کررہی تھی کہ خدایا تو خود ہی کوئی راہ نکال۔ عجیب بات یہ ہے کہ جب میں ان کی عدالت میں گئی تو انہوں نے یہ تحریر لکھ کر رکھی ہوئی تھی اور مجھ سے کہا گیا کہ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ اس پر دستخط کردو۔ میں نے جب وہ کاغذ پکڑا تو دیکھ کر حیران رہ گئی کیونکہ اس پر لکھا ہوا تھا ''میں قادیانی نہیں ہوں۔'' میں نے تو اس بارہ میں قبل ازیں ہی بتفصیل بتایا تھا کہ قادیانیت کسی جماعت کا نام نہیں ہے اور میں قادیانی نہیں بلکہ احمدی مسلمان ہوں۔ اس لئے میں نے فوراً اس کاغذ پر دستخط کردیئے۔

یوں یہ خدائی تصرف ہوا اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے کسی بھی مشکل صورتحال سے بچالیا۔ پھر میں خدا کی خاص تائید سے سیریا سے نکلنے میں کامیاب ہوگئی اور اب بفضلہٖ تعالیٰ لبنان میں رہ رہی ہوں۔ میں روزانہ احمدیت کی صداقت کے تازہ بتازہ نشانات دیکھتی ہوں اور پوری آزادی کے ساتھ تبلیغ کرتی ہوں۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

(باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 9 جون 2017)

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

مکرم پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب شہید (لاہور)، مکرم ایچ ناصر الدین صاحب مبلغ انچارج ایسٹ گوداوری (انڈیا) اور مکرمہ صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (ربوہ) کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

ان لوگوں کے بعض اوصاف ایسے ہیں جو جماعت کے ہر طبقے کے لیے نیک مثال ہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14/اپریل 2017 بطرز سوال و جواب
بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے حوالہ سے انتظامیہ کو کن اہم بات کی طرف توجہ دلائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جمعہ کے لئے جماعت نے یہاں آج جو جگہ لی ہے، یہاں جہازوں کی آمد و رفت کی وجہ سے شور ہو سکتا ہے۔ بہر حال جگہ کی تنگی کی وجہ سے بیت السبوح میں جمعہ ہو نہیں سکتا تھا اور جماعت کو مناسب قیمت پر کوئی اور جگہ یا ہال مل نہیں سکا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اگر وقت پر کوشش کرتے تو یہ مل بھی سکتا تھا۔

سوال: حضور انور نے بیت العافیت کے استعمال میں کن مشکلات کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: میں نے انتظامیہ کو کہا تھا کہ بیت العافیت کے استعمال کی اجازت جلدی لیں تا کہ دقّتوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ لیکن کونسل بعض چھوٹے چھوٹے اعتراض لگاتی جا رہی ہے۔ دو تین سال ہو گئے ہیں عمارت خریدے ہوئے اور ابھی تک اس کے استعمال میں بعض روکیں ہیں۔ جب یہ عمارت خریدی گئی تھی دنیا کے حالات کچھ بہتر تھے اور اس وجہ سے جلدی اجازت بھی مل سکتی تھی اگر اُس وقت کام شروع ہوتا۔

سوال: جگہ کی تنگی کے باعث خواتین کو جمعہ میں آنے سے روکے جانے پر حضور انور نے کس قابل فکر صورت حال کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پاکستان میں یا ان ملکوں میں جہاں جماعت کی مخالفت ہے اور حالات کی وجہ سے عورتوں کو جمعہ پہ آنے سے روکا جاتا ہے وہاں تو ظالمانہ قانون اور دشمن کے خوف کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے اور یہاں جہاں مذہبی آزادی ہے یہاں یہ روکیں لگانا ہماری سستی اور معاملات کی اہمیت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوگا اور ہو رہا ہے۔

سوال: حضور انور نے بعض مرحومین کا ذکر خیر کرنے سے قبل ان کے حق میں کن قابل رشک خیالات کا اظہار فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان لوگوں کے بعض اوصاف ایسے ہیں جو جماعت کے ہر طبقے کے لئے نیک مثال ہیں۔ اور یہی ایسی باتیں ہیں جو ہم میں سے بہتوں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہیں۔ بہت سوں کے لئے ان میں سبق ہیں۔ ہر ایک کی سیرت کے پہلو جو میرے سامنے لائے گئے ہیں یا جو مجھے علم تھے وہ ایسے ہیں جو مَنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ کے مصداق ان لوگوں کو بناتے ہیں۔ جو اپنے عہدوں اور اپنی نیّتوں اور ارادوں کو پورے کرنے والے لوگ تھے۔ جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنی زندگیاں بسر کیں اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

سوال: سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کس شخص کا ذکر خیر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: پہلے ہمارے شہید بھائی پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب ہیں جو گزشتہ جمعہ شہید کئے گئے۔ شیخ سلطان احمد صاحب لاہور کے بیٹے تھے۔ عمر 68 سال۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اپنی کار میں بیت التوحید جا رہے تھے کہ راستے میں ایک موٹر سائیکل سوار معاند احمدیت نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

سوال: شہید مرحوم کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا خاندانی کوائف بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ مرحوم کے دادا مکرم شیخ عبدالقادر صاحب کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لدھیانہ تشریف آوری کے زمانے میں ہوا۔ آپ کے خاندان کا تعلق سنگرور مشرقی پنجاب انڈیا سے تھا۔ انکی دادی محترمہ عائشہ صاحبہ نے خاندان کی سربراہی کرتے ہوئے خاندان کے ہمراہ انڈیا سے پاکستان لاہور ہجرت کی۔ آپ کی پیدائش سنت نگر لاہور میں 1949ء میں ہوئی۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شہید مرحوم کے کیا اوصاف حمیدہ بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مرحوم موصی تھے۔ خلافت سے والہانہ محبت تھی۔ تہجد گزار اور مہمان نوازی اور خدمت خلق کرنے والے، عہدیداران کی اطاعت کرنے والے نیک مخلص انسان تھے۔ ہمیشہ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ بچپن سے ہی جماعتی خدمت کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ مختلف شعبہ جات میں کام کرنے کی توفیق ملی۔

سوال: شہید مرحوم کے بھائی مکرم الیاس صاحب نے ان کی کن خوبیوں کا تذکرہ کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان کے ایک بھائی کہتے ہیں کہ بہت شفیق بھائی تھے۔ چھوٹے بھائیوں کا باپ کی طرح خیال رکھا۔ ہماری تربیت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ نماز اور اس کا ترجمہ، قرآن کریم سب کچھ ہم نے آپ سے سیکھا۔ تعلیم میں بھی آپ نے ہمیشہ ہماری مدد اور رہنمائی کی۔ جماعتی پروگراموں میں بڑے اہتمام سے ہمیں تیار کر کے ساتھ لے جاتے۔ نماز باجماعت کیلئے ساتھ لے کر جاتے۔

سوال: شہید مرحوم نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کے زمانہ میں کیا خواب دیکھی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: وہ خواب شہید مرحوم نے اس طرح بیان کی تھی کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے محلے کی ایک مسجد میں اعلان ہو رہا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع وفات پا گئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ گھر کے لیٹر بکس میں ایک چُھری پڑی ہوئی ہے۔ اس وقت انہوں نے اس کی تعبیر یہ کی تھی کہ چھری دیکھنے سے مراد جماعت کو قربانیاں دینی پڑیں گی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے اعلان سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ انکے دَور میں جماعت اتنی ترقی کرے گی کہ وفات کا باقاعدہ سپیکروں پر اعلان ہوگا۔

سوال: حضور انور نے مکرم ایچ ناصر الدین صاحب مرحوم کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مکرم ایچ ناصر الدین صاحب مبلغ انچارج ایسٹ گوداوری انڈیا 7/اپریل 2017ء کو دریائے گوداوری میں ڈوب جانے سے 42 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مرحوم کے والد مکرم اے شاہ الحمید صاحب اپنے علاقے کاواشیری کیرالہ کے پہلے احمدی تھے۔ مرحوم 2000ء میں قادیان سے فارغ التحصیل ہو کر صوبہ آندھرا اور تلنگانہ میں مختلف جگہوں پر کامیاب مبلغ کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کے کیا اوصاف حمیدہ بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ نہایت حکمت سے تربیت کر کے اپنی جماعتوں کو سنبھال رہے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ بعض ایسی جگہوں پر بھی رہنا پڑا جہاں صرف سینٹر قائم تھے۔ وہاں اہلیہ اور بچوں کو لے کر نماز پڑھا کر درس دیتے تھے اور یہ سلسلہ وفات سے ایک روز پہلے تک جاری رکھا۔ مربیان کے لئے اس میں سبق ہے کہ اگر جماعتیں دُور دُور کی ہیں تب بھی باجماعت ہونی چاہئیں، چاہے اپنے گھر والوں کے ساتھ پڑھیں۔

سوال: مرحوم کی اہلیہ نے ان کی بہادری اور اپنے وقف پر آخری دم تک قائم رہنے کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ کاما ریڈی میں آپ کی مخالفت بہت بڑھ گئی۔ پکڑے گئے، مخالفین نے خوب مارا پیٹا۔ لیکن آپ محض اللہ کے فضل سے بچ گئے۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ تبادلہ کی درخواست کر دیں۔ تو کہنے لگے کہ ہم تو تبادلہ کروا کر چلے جائیں گے اور مَیں دشمنی کا حوالہ دے کے مرکز کو لکھوں گا تو مرکز شاید تبادلہ بھی کر دے۔ لیکن یہاں کے مقیم احمدیوں کا کہاں تبادلہ کریں گے؟ ہم وقف کر کے آئے ہیں اور جیسے بھی حالات ہیں ہمیں یہاں رہنا ہے اور ہمیں رہنا چاہئے۔ اگر شہادت کی توفیق مل گئی تو پھر اس سے بڑا انعام کیا ہے؟

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم ایچ شمس الدین صاحب کی سیرت کے وہ کون سے پہلو بیان فرمائے جو مبلغین کے لیے نمونہ ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اہلیہ اور بچوں کو لے کر نماز پڑھا کر درس دیتے تھے۔ کوئی فرنیچر کبھی نہیں خریدا تھا۔ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ جماعت جہاں کہتی ہے ہم نے وہاں جانا ہے اس لئے فرنیچر یا گھر کا سامان ہمارے فوری تبادلہ میں روک نہ بن جائے۔ ایک کلومیٹر روزانہ پیدل یا سائیکل پر جا کر لوگوں کو قرآن کریم پڑھا کے آتے تھے۔ مہمان نوازی کی بڑی خوبی تھی۔ بڑے دعا گو، تہجد گزار، ملنسار، تبلیغی میدان میں ایک نڈر مجاہد تھے۔ میٹنگ میں نہایت عاجزی سے بیٹھتے تھے۔ سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے ہر کام کرنے کے واسطے مستعد رہتے تھے۔ عالم باعمل تھے۔ اپنے ساتھی معلمین سے بھی بڑا احسن سلوک کرتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا بڑے اہتمام سے مطالعہ کرتے۔ ہمیشہ سے یہ عادت رہی کہ خلافت کی طرف سے جو بات کہی جائے اس کو غور سے سننا ہے۔

سوال: تیسرے نمبر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کس بزرگ ہستی کا ذکر خیر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر ہے محترمہ صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ کا جو صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 10/اپریل 2017ء کو رات دس بجے تقریباً 82 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ یہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور میری پھوپھی بھی تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی نواسی تھیں۔

سوال: حضور انور نے مرحومہ کے کیا اوصاف بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کینسر کا مرض لاحق تھا لیکن جب انکے میاں کی اینجیو پلاسٹی ہوئی تو اپنی بیماری بھول کر ان کی تیمارداری کرتی رہیں۔ مہمان نوازی کا وصف ان میں بہت نمایاں تھا۔ بڑا اخلاص اور وفا کا تعلق تھا ان کا خلافت کے ساتھ۔ ان کا نکاح 26/دسمبر 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پڑھایا تھا۔ ان کی لجنہ کی خدمات کا عرصہ بھی تقریباً 29 سال پر پھیلا ہوا ہے۔ ان کے خاوند کہتے ہیں کہ ایک واقف زندگی کی بیوی ہونے کا حق ادا کیا۔ اپنے بچوں کے ساتھ ملازمین کے بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھایا۔ اپنی والدہ کی بڑی خدمت کی۔ اپنے ساس سسر کی بڑی خدمت کی۔ اپنی نندوں کو چھوٹی بیٹیوں کی طرح رکھا۔ تلاوت قرآن کریم اور نمازوں کی بڑی پابند تھیں اور بچوں کو بھی اسی طرح پابند رکھا اور مسجد بھجوایا کرتی تھیں۔ غریبوں کا خیال رکھنا، ملازمین کا خیال رکھنا بہت زیادہ تھا۔ کئی بچیوں کے جہیز اور تعلیم کے اخراجات برداشت کرتی تھیں قرآن و حدیث کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ جب دیکھتیں کہ ہماری روایات اور تعلیم کے خلاف بات ہوئی ہے تو کھل کر اس کے خلاف بولتی تھیں۔ رضاعی رشتوں کا بڑا خیال رکھنے والی تھیں۔

......☆......☆......☆......

کلامُ الامام

’’اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالبِ دُعا: مقصود احمد ڈار ولد مکرم محمد شعبان ڈار، ساکن شورت، تحصیل وضلع کولگام (جموں اینڈ کشمیر)

کلامُ الامام

’’پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 121)

طالبِ دُعا: الہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

آجکل جو دنیا کی نئی سے نئی ترقی ہے اس کے ساتھ آزادی کے نام پر مذہب سے دُوری شیطانی کام ہے جس میں انسان روز بروز گرتا چلا جارہا ہے خدا تعالیٰ کو بھول رہا ہے اور دنیا کی چمک دمک غالب آرہی ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا اور اس کی بیعت میں شامل ہو کر یہ اعلان کیا کہ ہم شیطان کے ہر حملے کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس پر الٹا دیں گے۔ اس کے ہر بہکاوے پر اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے بچنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اس کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور احمدی عورت اور لڑکی کی سب سے بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کیونکہ اس نے صرف اپنے آپ کو ہی شیطان کے حملوں سے نہیں بچانا بلکہ اپنی نسلوں کو بھی ان حملوں سے بچانا ہے

اعتقادی رنگ میں کوئی حقیقی احمدی خواہ وہ عورت ہے یا مرد اپنے مذہب کو دوسری چیزوں پر ترجیح نہیں دے گا۔ لیکن عملی طور پر اگر جائزہ لیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کے باوجود بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والی نہیں ہے

عورت ہی ہے جو بچوں کی تربیت کر کے قوم کی بنیادیں مضبوط کرتی ہے یا کر سکتی ہے۔ جو قومیں بچوں کی تربیت پر توجہ نہیں دیتیں وہ زوال پذیر ہو جاتی ہیں ہر احمدی عورت کو اور لڑکی کو اس اہم ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہماری نسلوں کی ترجیحات کبھی دنیا نہ ہو بلکہ دین ہو

بہت سے بچے واقفینِ نَو ماؤں کی گودوں میں ہیں انکی تربیت کرنا ماؤں کا فرض ہے۔ اس کیلئے محنت بھی کرنی ہے۔ صرف ایک وعدہ کر دینا کافی نہیں ہے

بعض لڑکیاں اچھے رشتے صرف اس لئے گنوا دیتی ہیں کہ ہم نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی ہے۔ بیشک اعلیٰ تعلیم بڑی اچھی چیز ہے لیکن اس سے بھی اعلیٰ بات یہ ہے کہ احمدی بچوں کی دینی لحاظ سے بھی اور دنیاوی لحاظ سے بھی ایک فوج تیار ہو جو اس بگڑے ہوئے زمانے میں اپنی نسلوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی ضمانت بن جائے

قرآن کریم میں بعض احکامات خاص طور پر عورت کے حوالے سے آئے ہیں جو عورت کے مقام کو قائم کرنے کیلئے ہیں۔ ہر احمدی عورت کو ہر احمدی لڑکی کو اسکا جائزہ لینا چاہئے۔ مثلاً پردہ ہے یہ کوئی ایسا حکم نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے خلفاء نے جاری فرمایا بلکہ یہ وہ حکم ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور مختلف جگہ پر اس کو بیان کیا ہے۔ اس کی اہمیت اور اسکی حکمت بیان فرمائی ہے اور بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ اس زمانے کی حالت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اسلام اصل میں پردے کے ذریعہ عورت کی عزت اور عفت قائم کرنا چاہتا ہے۔ پہلے تو مَردوں کو ہی یہ حکم دیا ہے کہ تم عورت کی عزّت اور عفّت کو قائم کرو۔ پھر اگلی آیت میں عورتوں کو بھی کہا کہ ہر قسم کے شر سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ تم بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھو

بعض احمدی لڑکیوں کو پتا نہیں کیوں احساس کمتری ہے کہ اگر انہوں نے پردہ کیا تو لوگ انہیں جاہل سمجھیں گے۔ پس ایسی لڑکیاں یہ دیکھ لیں کہ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے یا لوگوں کو خوش کرنا ہے۔ دنیا کے فیشن کو نہ دیکھیں۔ یہ دیکھیں کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے اندر ہے یا نہیں۔ فیشن کرنا منع نہیں ہے اگر ان حدود کے اندر ہے تو بیشک کریں اور جس ماحول میں کرنے کا حکم ہے اس میں کریں اور ایسی مثالیں قائم کریں کہ دنیا آپکے پیچھے چلنے والی ہو۔ پس جہاں ہر احمدی عورت کو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ دعاؤں سے مدد مانگتے ہوئے اپنی اولاد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کر سکیں وہاں اپنے ہر عمل کو بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے

جماعت احمدیہ کینیڈا کے 40ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 08/اکتوبر 2016ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرنیشنل سینٹر Mississauga میں مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

دنیا میں جوں جوں تعلیم میں اضافے، نئی ایجادات اور میڈیا کی وجہ سے آپس میں ایک علاقے اور ملک کے لوگوں کو دوسرے علاقے اور ملک کے بارے میں زیادہ سے زیادہ پتا چل رہا ہے۔ ایک ملک کا واقعہ منٹوں میں دوسرے دور دراز کے ملکوں میں رہنے والوں کو پتا چل جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں کے رہن سہن اور ترجیحات کو کم ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ملکوں میں رہنے والوں کی اکثریت دیکھ اور سن سکتی ہے۔ جہاں اس کے فوائد ہیں وہاں اس کے بعض نقصانات بھی سامنے آرہے ہیں۔ کم وسائل والے لوگوں میں بے چینیاں اور احساس کمتری پیدا ہو رہا ہے۔ مذہب اور اس کی تعلیمات کو بوجھ سمجھا جانے لگا ہے۔ آزادی کے نام پر مذہبی اور اخلاقی زوال کو قانونی تحفظ دیا جانے لگا ہے۔ ایسی باتیں جن کو مذہبی تاریخ نے قوموں کی تباہی کی وجہ بتایا انہیں آزاد اور ترقی یافتہ معاشرے کا طرّہ امتیاز بتایا جاتا ہے ان کی خوبی بتائی جاتی ہے۔ بچوں کو ایسی تعلیم دی جاتی ہے جس سے چھوٹی عمر کے بچوں کا کوئی واسطہ اور تعلق ہی نہیں ہے بلکہ ان میں سے بعضوں کو سمجھ بھی نہیں آتی کہ ہمیں کہا کیا جارہا ہے اور بعض بچے اس بات کا اظہار بھی کر دیتے ہیں۔ فحاشی کو ترقی یافتہ ہونے کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ قدم قدم پر شیطان کے اس اعلان کا اظہار نظر آتا ہے جو اس نے اللہ تعالیٰ کو کہا تھا کہ اے خدا تُو نے مجھے راندۂ درگاہ کیا ہے، تُو نے آدم کو مجھ پر فوقیت دی ہے تو مَیں اب آدم کے ہر راستہ پر کھڑا ہو کر تیرے حکموں کے خلاف اسے بھڑکاؤں گا۔ دین سے ہٹاؤں گا اور انسانوں کی اکثریت جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی شامل ہیں میری پیروی کریں گی۔ یہ شیطان نے اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً یہی فرمایا کہ ٹھیک ہے تُو اپنا کام کر لیکن مَیں تیرے پیچھے چلنے والوں سے جہنم کو بھروں گا۔ جو تیری پیروی کریں گے وہ جہنم میں جائیں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں زبردستی انہیں تیری گود میں گرنے سے روکوں گا۔

پس آجکل جو دنیا کی نئی سے نئی ترقی ہے اس کے ساتھ آزادی کے نام پر مذہب سے دُوری شیطانی کام ہے جس میں انسان روز بروز گرتا چلا جارہا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھول رہا ہے اور دنیا کی چمک دمک غالب آرہی ہے۔

لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب بھی زمانے میں دنیاوی ہوا و ہوس نے غلبہ پایا، انسان شیطان کی گود میں بے انتہا گرنا شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادے اور انبیاء بھیجے جو انسان کو آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ جب بھی ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کے حالات پیدا ہوئے، دنیا میں ہر جگہ خشکی اور تری میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف عمل نظر آنے لگے، اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور نبی مبعوث ہوئے۔ یہ مذہب کی تاریخ ہے اور اس کے نظارے ہر قوم نے دیکھے۔ پس کیا اب اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے اپنی رحمت کے جذبے کو ختم کر دیا؟ کیا اللہ تعالیٰ کا رحم صرف سابقہ قوموں کے لئے تھا؟ کیا خدا تعالیٰ نے نعوذ باللہ شیطان سے ہار مان لی ہے کہ تم جو چاہو کرو؟ میں نے انسان کو پیدا تو کر دیا ہے، اسے اچھے برے کی تمیز بھی دے دی لیکن اب میں کچھ نہیں کر سکتا، مجبور ہو گیا ہوں تمہارے ہاتھ۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ پہلے کبھی اپنی صفات اور طاقتوں سے محروم ہوا نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ اس نے بیشک انسان کو یہ آزادی تو دی کہ تمہارے عملوں کو مَیں پابند نہیں کرتا لیکن برائیوں سے بچانے کے لئے مَیں رہنمائی کرتا رہوں گا۔ جو برائیوں سے بچیں گے اور نیکیوں کو اختیار کریں گے انہیں مَیں جنت کی نعمتوں سے نوازوں گا۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے حکموں پر چلنے سے اس دنیا میں بھی جنت کے سامان ہوں گے اور اُخروی زندگی میں بھی جنت کے سامان ہوں گے اور جو اس سے دُور جائیں گے وہ جہنم کا ٹھکانہ پائیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ جب دنیا میں فساد کی حالت دیکھتا ہے، مذہبی کہلانے والوں کو بھی دین کو دنیاوی خواہشات پوری کرنے کا ذریعہ بنا کر فساد پیدا کرتے ہوئے دیکھتا ہے جیسا کہ آجکل دنیا میں ہم دیکھتے ہیں بہت ساری تنظیمیں اور علماء یہی کام کر رہی ہیں اور دنیاوی لوگوں کو بھی بے انتہا گراوٹوں میں گر کر فساد میں مبتلا دیکھتا ہے تو اسکی رحمت جوش میں آتی ہے اور پھر يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الروم:51) کا نظارہ دکھاتا ہے۔ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ زمین میں بسنے والوں پر وہ پانی اتارتا ہے جو روحانی مُردوں کی زندگی کا باعث بنتا ہے۔

تعلیمی ترقی اور نئی ایجادات نے جہاں انسانوں کے ذہنوں کو روشن کیا ہے وہاں اکثریت کو روحانی طور پر مُردہ کر دیا ہے۔ حتی کہ مسلمان بھی کامل تعلیم کے باوجود غلط قسم کے علماء کے پیچھے چل کر روحانی طور پر مُردہ ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ ہونا تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ہمیں پہلے ہی یہ بتا دیا تھا۔ لیکن ساتھ ہی یہ خوشخبری

بھی دے دی تھی کہ اس فساد کے زمانے میں، روحانی زوال کے زمانے میں، دنیاوی خواہشات کے بڑھنے کے زمانے میں، اسلامی تعلیمات کو بھلانے کے زمانے میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام دنیا کی رہنمائی کیلئے آئے گا اور احیائے موتیٰ کا ذریعہ بنے گا۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا اور اس کی بیعت میں شامل ہو کر یہ اعلان کیا کہ ہم شیطان کے ہر حملے کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس پر الٹا دیں گے۔ اس کے ہر بہکاوے پر اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے بچنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ پس آپ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ لیکن یہ شکرگزاری صرف منہ کے اعلان سے ہی مقصد پورا نہیں کر سکتی کہ الحمدللہ ہم شکرگزار ہیں اللہ کے کہ ہم احمدی ہو گئے۔ اس کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور احمدی عورت اور لڑکی کی سب سے بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کیونکہ اس نے صرف اپنے آپ کو ہی شیطان کے حملوں سے نہیں بچانا بلکہ اپنی نسلوں کو بھی ان حملوں سے بچانا ہے۔ عورت ہے جس کی کوکھ سے بچہ جنم لیتا ہے۔ عورت ہے جس کی گود میں بچہ پلتا ہے، بڑھتا ہے۔ عورت ہے جو اپنے بچہ کو باہر کے ماحول سے متاثر ہونے سے پہلے اپنے بچے کی اس نہج پر تربیت کر سکتی ہے کہ اسے پتا چل جائے کہ برائی کیا ہے اور اچھائی کیا ہے۔ ایک حقیقی احمدی مسلمان عورت اپنے بچے کو بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کے علاوہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق کے معیار کیا ہیں۔ ایک احمدی عورت ہے جو اپنے بچہ کو بتا سکتی ہے، اس کے کان میں بچپن سے ڈال سکتی ہے کہ تمہارے احمدی مسلمان ہونے کا مقصد کیا ہے۔ اس موجودہ بگڑے ہوئے معاشرے میں یہ تربیت کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ایک بہت بڑا چیلنج ہے ہر احمدی عورت کے لئے، ہر احمدی ماں کے لئے۔ ساتھ ہی بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے۔

اس وقت آپ میں سے اکثریت جو میرے سامنے بیٹھی ہیں وہ اس لئے یہاں آئی ہیں کہ ان کے اپنے ملکوں میں ان کو مذہب کی آزادی سے محروم کیا گیا۔ یہاں بعض ایسی بھی ہیں جو معاشرتی بہتری کے لئے آئی ہیں یا پھر بعض دوسرے ظلموں کا نشانہ بنی ہیں۔ جو تو مذہبی مظالم کی وجہ سے آئے ہیں، عورتیں ہوں یا مرد وہ تو کبھی یہ سوچ نہیں سکتے اور مَیں امید رکھتا ہوں کبھی یہ سوچ ہو گی بھی نہیں کہ ترقی یافتہ ملکوں میں آ کر مذہب کو ثانوی حیثیت دے دیں، مذہب ان کے لئے ثانوی حیثیت اختیار کر جائے۔ بلکہ وہ بھی جو مذہبی وجوہات کی وجہ سے نہیں آئے، مَرد ہوں یا عورتیں وہ بھی اِلَّا مَاشَاءَاللہ نہیں سوچ سکتے کہ مذہب کو پیچھے پھینک دیں۔

گویا اعتقادی رنگ میں کوئی حقیقی احمدی خواہ وہ عورت ہے یا مرد اپنے مذہب کو دوسری چیزوں پر ترجیح نہیں دے گا۔ لیکن عملی طور پر اگر جائزہ لیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کے باوجود بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والی نہیں ہے۔ اور اگر عورتوں کے عمل اس تعلیم کے مطابق نہیں تو بچے بھی پھر وہی نمونے قائم کریں گے۔ وہ مائیں جو بچپن سے اپنے نمونے بچوں کے سامنے رکھتی ہیں اور بچوں کے معاملات میں حکمت سے نظر رکھنے والی ہیں ان کے بچے ہر اچھی بری بات گھر آ کر اپنی ماؤں سے شیئر (share) کرتے ہیں، انہیں بتاتے ہیں۔ اور مائیں پھر حکمت سے جواب بھی دیتی ہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے پھر ماحول کے اثر میں نہیں آتے اور جوانی میں بھی ماحول کی برائیوں سے بچنے والے ہوتے ہیں لیکن جو مائیں بچوں کے معاملات میں شروع بچپن سے ہی دلچسپی نہیں لیتیں، وہ سمجھتی ہیں ان کے کھیلنے کودنے کی عمر ہے، کوئی ایسی بات نہیں ہے سیکھ رہا ہو گا۔ ضرورت سے زیادہ حسن ظنی رکھتی ہیں یا بے توجہگی کرتی ہیں یا پھر سختی بھی کرتی ہیں۔ اگر یہ بچے کوئی بات کریں تو بغیر دلیل کے سختی سے انکے منہ بند کرنے کی کوشش کرتی ہیں، صرف معمولی سختی نہیں کرتیں۔ پھر وہ بچے ماؤں کو اپنی باتیں بتانا بند کر دیتے ہیں اور جب تیرہ چودہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو پھر گھر سے زیادہ باہر کا ماحول ان کو اچھا لگتا ہے۔ دین سے زیادہ دنیا انکی نظر میں اچھی ہوتی ہے۔

مَیں باپوں کو اس تربیت کی ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں کرتا۔ یقیناً باپ بھی ذمہ دار ہیں۔ بعض دفعہ ماؤں کی تربیت کے باوجود باپوں کے عمل کو دیکھ کر بچے بگڑتے ہیں۔ پس باپوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے اور ان کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انہوں نے اس ذمہ داری کا حق ادا کرنا ہے۔

لیکن زیادہ وقت بچے ماؤں کے پاس رہتے ہیں اس لئے اسلام ماؤں پر ذمہ داری ڈالتا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کا حق ادا کریں۔

بچوں کی تربیت کی ذمہ داری جیسا کہ میں نے کہا کہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے اور اس بگڑے ہوئے معاشرے میں جہاں ہر قدم پر شیطان نے دنیاوی ترقی کے نام پر اپنی طرف کھینچنے کے سامان کئے ہوئے ہیں اور پھر جب بچے اپنے ساتھ کے غیر بچوں کو بعض کام کرتے دیکھتے ہیں خاص طور پر جب بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو ان میں بے چینیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ پس یہ تربیت جو ماں کرتی ہے اور جس محنت سے اس طرف توجہ دیتی ہے یہ جہاد سے کم نہیں ہے۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کے سوال کرنے پر کہ ہم جہاد پر تو جا نہیں سکتیں کیا، گھروں کو سنبھالنے اور بچوں کی تربیت کرنے پر جہاد جیسا ثواب کمائیں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً یہ تمہارا جہاد ہے اور اس کا ثواب تمہیں جہاد جتنا ہے۔ (الجامع لشعب الایمان للبیہقی، جلد 11 ،صفحہ 177 تا 178 ،حدیث 8369 مطبوعہ الرشد ناشرون ریاض 2004ء)

دیکھیں کتنا مقام ہے بچوں کی تربیت کا اور کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورت کو اس مقام کا احساس دلایا ہے۔ عورت ہی ہے جو بچوں کی تربیت کر کے قوم کی بنیادیں مضبوط کرتی ہے یا کر سکتی ہے۔ جو قومیں بچوں کی تربیت پر توجہ نہیں دیتیں وہ زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔

اخبار ہر سال یہ تجزیہ پیش کرتے ہیں کہ مذہبی لحاظ سے مثلاً عیسائی ممالک میں ایک بڑی تعداد ہر سال عیسائیت سے لاتعلق ہو رہی ہے، اسے چھوڑ رہی ہے بلکہ خدا تعالیٰ پر یقین ہی ختم ہو رہا ہے۔ کیوں عیسائیت میں جتنی بھی وہ باتیں ہیں جو بائبل میں برائیاں اور بداخلاقیاں لکھی گئی ہیں آج ان کو تبدیل کیا جا رہا ہے حتیٰ کہ بعض پادری بھی یہ بیان دے دیتے ہیں کہ فلاں فلاں برائی اب کوئی برائی نہیں رہی کیونکہ لوگ اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ لوگوں کی مخالفت کا سامنا نہیں کر سکتے۔ ملکی قوانین، جمہوریت اور آزادی کے نام پر اللہ تعالیٰ کے قوانین میں تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں اس لئے کہ لوگ مذہب کی اقدار اور تعلیم کو بھلا رہے ہیں اور اس سے لاتعلق ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ماؤں نے اپنے بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم پر توجہ نہیں دی۔ ماں بھی گھر سے باہر ہے اور باپ بھی گھر سے باہر ہے نتیجۃً بچے کے لئے گھر میں نہ گھریلو ماحول ہے، نہ دینی ماحول ہے۔

مسلمانوں میں بگاڑ کی بھی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ مسلمان عورتوں کی اکثریت دینی علم سے بے بہرہ ہے۔ ان کو علم ہی نہیں ہے۔ ان سب میں یہ بگاڑ پیدا ہونا بھی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے علاوہ کسی مذہب کو ہمیشہ کے لئے اپنی تعلیم پر قائم رہنے کے لئے نہیں بھیجا اور اسلام کو جو تا قیامت قائم رہنے کے لئے بھیجا اور شریعت مکمل کر کے بھیجا تو اس کے لئے یہ سامان بھی کر دیئے کہ اس فساد کے زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معہود کو بھیجا جنہوں نے عورتوں اور مَردوں دونوں کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور بتایا کہ اپنی ذمہ داریوں کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بچیوں کی ایسی دینی تربیت کرو کہ آئندہ نسل کی مائیں اپنے بچوں کے ذہنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے حکم کو بٹھاتی چلی جائیں اور اپنے لڑکوں کی ایسی تربیت کرو کہ آئندہ بننے والے باپ دین کی حقیقی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں اور یوں اپنے بچوں کے لئے بہترین نمونہ بنیں۔

پس ہر احمدی عورت کو اور لڑکی کو اس اہم ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہماری نسلوں کی ترجیحات کبھی دنیا نہ ہو بلکہ دین ہو۔ آج ہم اپنے آپ کو پڑھا لکھا تو سمجھتے ہیں لیکن ایمان کی وہ حالت نہیں ہے جو ہونی چاہئے۔ عورتوں کی اکثریت بچوں کی دنیاوی تعلیم اور تربیت پر توجہ تو دیتی ہے۔ ان کے لئے بڑی فکر کا بھی اظہار کرتی ہے لیکن دینی تعلیم و تربیت پر نہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنا بیمار بچہ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اور کہا کہ ڈاکٹروں نے تو اسے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ میں تو مسلمان ہوں بچہ بھی مسلمان پیدا ہوا ہے لیکن میرا یہ بچہ اب عیسائیت کے زیر اثر عیسائی ہو گیا ہے۔ آپ ایک تو اس بیماری کا علاج کریں لیکن جو بات بڑی اصرار سے اُس اَن پڑھ عورت، غریب عورت نے کہی وہ یہ تھی کہ آپ ایک دفعہ اس سے کلمہ پڑھوا دیں پھر بیشک یہ مر جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لڑکے کو بیماری کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس بھیجا کہ اس کا علاج کریں اور ساتھ ہی کچھ تبلیغ بھی کریں۔ زبردستی تو کسی کو مسلمان بنایا نہیں جا سکتا۔ تبلیغ کریں۔ اس کے دل میں بات بیٹھ جائے تو ہو سکتا ہے وہ دوبارہ مسلمان ہو جائے۔ لیکن وہ لڑکا بھی عیسائیت میں بڑا پکّا تھا۔ وہ کلمہ پڑھنے سے بچنے کی خاطر ایک رات علاج چھوڑ کے قادیان سے چپکے سے بھاگ گیا۔ رات کو ہی اس کی ماں کو بھی پتا چل گیا۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے دوڑی اور بٹالے کے نزدیک جا کے اسے پکڑ کے واپس لے آئی۔ ماں دعا بھی کر رہی تھی۔ دینی علم تو اتنا نہیں تھا لیکن اللہ پہ یقین تھا اس لئے دعا ضرور کرتی تھی۔ آخر خدا نے اس ماں کی دعا کو سنا اور اس کا بیٹا ایمان لے آیا۔ بعد میں گو وہ جلد فوت بھی ہو گیا مگر اس ماں نے کہا کہ اب میرے دل کو ٹھنڈ پڑ گئی ہے۔ موت سے پہلے اس نے کلمہ تو پڑھ لیا اور دل سے پڑھا ہے، زبردستی نہیں پڑھایا گیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ ہوتی ہے صحیح تربیت اور یہ ہوتی ہے وہ روح جو اسلام عورت میں پھونکنا چاہتا ہے۔

(ماخوذ از انوارالعلوم، جلد 22، صفحہ 16 تا 17)

پس اس قسم کی عورتیں جو اپنے بچوں کو نیک اور تربیت یافتہ دیکھنا چاہتی ہیں وہ صرف اپنا فائدہ نہیں کر رہی ہوتیں، اپنی اور اپنے بچوں کی دنیا و عاقبت نہیں سنوار رہی ہوتیں بلکہ قوم کو اور جماعت کو بھی فائدہ پہنچا رہی ہوتی ہیں۔

بہت سے بچے واقفینِ نَو ماؤں کی گودوں میں ہیں ان کی تربیت کرنا ماؤں کا فرض ہے۔ بہت سارے بچے بڑے ہو کر اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔ کہلانے والے وقفِ نَو ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم وقف نہیں کرنا چاہتے۔ اگر شروع میں دینی تربیت ہوتی تو کبھی یہ سوچ ان بچوں میں پیدا نہ ہوتی جن کی ماؤں نے بڑی دعاؤں کے ساتھ اپنے بچوں کو وقف کیا تھا۔ پس اس کے لئے محنت بھی کرنی پڑتی ہے۔ صرف ایک وعدہ کر دینا کافی نہیں ہے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی اور دینی لحاظ سے بھی ہر وہ شخص جو دنیا میں ایک مقام حاصل کرتا ہے اس میں اس کی ماں کا حصہ ہوتا ہے۔ دنیاوی سوچ رکھنے والی مائیں یا عام مائیں تو کہہ سکتی ہیں کہ اگر ہم اپنے بچوں کی تربیت میں لگی رہیں تو ہم اپنی پڑھائی سے کس طرح اونچا مقام حاصل کریں گی۔ ہم نے بہت ساری ڈگریاں بھی لی ہیں، سرٹیفکیٹ بھی لئے ہیں، میڈل بھی لئے ہیں، یہ مقام ہمیں کس طرح ملیں گے۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ تم اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو کر دینی تعلیم میں اپنے آپ کو انتہائی رنگ میں بڑھا کر جب اپنے بچے کی صحیح پرورش اور تربیت کرتی ہو اور تمہارا بچہ اپنی پیشہ وارانہ مہارت دکھا کر ایک مقام حاصل کرتا ہے اور اچھا سائنسدان بنتا ہے، اچھا ریسرچ سکالر بنتا ہے۔ اچھا وکیل بن کر دکھی انسانیت کی خدمت کرتا ہے، اچھا ڈاکٹر بن کر انسانوں کی صحت کے سامان کرتا ہے۔ اچھا لیڈر اور سیاستدان بن کر اور اس میں مقام حاصل کر کے دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی نیکیوں کے ثواب میں اس کی ماں بھی شامل ہو گی۔ ایک مومن ماں اپنے بچے کے لئے اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی جنت بنا رہی ہوتی ہے اور جن کو جنت بنانے کا مقام اللہ تعالیٰ نے دے دیا اس کے اپنے لئے کتنے بڑے بڑے اجر اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہوں گے۔

پس یہ سوچ ہونی چاہئے کہ ہم نے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہماری تعلیم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔ ہمارا علم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔ پس دنیادار ماں اور مومن ماں کی سوچ میں بڑا فرق ہے۔

بعض لڑکیاں اچھے رشتے صرف اس لئے گنوا دیتی ہیں کہ ہم نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی ہے۔ بیشک اعلیٰ تعلیم اچھی چیز ہے لیکن مَیں نے دیکھا ہے بعض بہت اچھی پڑھی لکھی احمدی لڑکیاں ڈاکٹر بھی ہیں اور دوسرے اعلیٰ مقام پر پہنچی ہوئی ہیں لیکن جب اچھے رشتے آئے تو انکار نہیں کیا۔ شادیاں ہو گئیں۔ اس کے بعد خاوند کے ساتھ ایسی اچھی understanding بھی ہو گئی۔ بچے جب تربیت کے وقت سے نکل گئے تو دوبارہ انہوں نے اپنی پڑھائی کو جاری کیا اور پھر اپنی اس مہارت میں مزید اس کو بڑھانے کا شوق بھی پورا کر لیا۔ بیشک اعلیٰ تعلیم بڑی اچھی چیز ہے لیکن اس سے بھی اعلیٰ بات یہ ہے کہ احمدی بچوں کی دینی لحاظ سے بھی اور دنیاوی لحاظ سے بھی ایک فوج تیار ہو جو اس بگڑے ہوئے زمانے میں اپنی نسلوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی ضمانت بن جائے۔ اپنی نسل میں سے ایسی مائیں پیدا کریں جو بہترین بیویاں ہوں اور بہترین ساسیں ہوں اور بہترین نندیں ہوں اور بہترین بھابھیاں ہوں۔ اور ایسے لڑکے پیدا کریں جو بہترین خاوند ہوں، بہترین باپ ہوں، بہترین سسر ہوں اور بہترین بیٹے ہوں۔ اگر یہ ہو جائے تو نہ کبھی کوئی بچی اپنے سسرال میں مظلوم ہو گی۔ بہت بڑی وجہ اس مظلومیت کی یہی جہالت ہے۔ اگر بچوں کی صحیح تربیت ہو تو کوئی بچی اپنے سسرال میں مظلوم نہیں ہو گی۔ نہ کوئی بیوی اپنے خاوند کی محبت سے محروم ہو گی۔ نہ کسی ساس کو اپنی بہو سے کوئی شکوہ ہو گا اور یہی وہ حالت ہے جو دنیا کو بھی جنت بنا دیتی ہے اور فسادوں کو ختم کرتی ہے۔ بہت سارے جھگڑے، عائلی جھگڑے اسی وجہ سے ہوتے ہیں کہ ساسیں اپنا زمانہ بھول جاتی ہیں۔ بہوؤں پر ظلم کر رہی ہوتی ہیں۔ بہوئیں اس خوف سے کہ ساسیں کہیں ان پر ظلم نہ کر دیں پہلے ہی دن سے اپنا رعب ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں حالانکہ دونوں کو ایک دوسرے کو سمجھنا چاہئے اور چاہے چند ایک مثالیں ہوں، بہت تھوڑی مثالیں ہیں لیکن

جماعت میں بھی یہ مثالیں اب بڑھ رہی ہیں اس لئے بہرحال فکر کی بات ہے۔ اچھی مائیں اور اچھی ساسیں اور اچھی بہوئیں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے آرام سے اپنے گھروں میں رہ رہی ہیں۔ ساسوں نے بہوؤں کو اپنی بیٹیوں کی طرح رکھا ہوا ہے۔ لیکن جو بگاڑ پیدا کرنے والی ہیں ان کے ایسے ایسے بعض دفعہ سلوک ہوتے ہیں کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ ایک احمدی مومن ماں بھی اس طرح کر سکتی ہے۔ پس اگر جنت بنانی ہے تو ماؤں نے ہی بنانی ہے اور فسادوں کو ختم کرنا ہے تو ماؤں نے ہی کرنا ہے۔ عورت نے ہی کرنا ہے۔ لڑکی نے ہی کرنا ہے۔ اور یہی ایک حقیقی مومنہ سے توقع کی جاتی ہے۔

دوسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں اور وہ بھی اصل میں پہلی بات کا ہی تسلسل ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ہی تسلسل ہے، تربیت کا ہی تسلسل ہے وہ مومن عورتوں اور مومن مردوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ آپ نے ابھی تلاوت بھی سنی اس میں بھی بہت سارے احکامات ہیں جن پر انسان غور کرے تو اپنی حالت بہتر کر سکتا ہے۔ اس میں یہ آیت جو مَیں نے لی ہے یہ آپ نے سنی کہ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (الفرقان: 74) اور مومن مرد اور عورتیں ایسی ہوتی ہیں جب ان کو خدا تعالیٰ کی باتیں بتائی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گزر جاتے۔ یعنی مومن چاہے مرد ہو یا عورت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے حوالے سے جب کوئی بات سنتا ہے تو اس پر فوری عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس یہ ہے وہ معیار جو اللہ تعالیٰ نے مومن کا مقرر کیا ہے ورنہ مومن یا مومنہ ہونے کا اعلان صرف ایک اعلان ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

قرآن کریم میں بعض احکامات خاص طور پر عورت کے حوالے سے آئے ہیں جو عورت کے مقام کو قائم کرنے کے لئے ہیں۔ ہر احمدی عورت کو، ہر احمدی لڑکی کو اس کا جائزہ لینا چاہئے۔ مثلاً پردہ ہے یہ کوئی ایسا حکم نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے خلفاء نے جاری فرمایا۔ بلکہ یہ وہ حکم ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور مختلف جگہ پر اس کو بیان کیا ہے۔ اس کی اہمیت اور اس کی حکمت بیان فرمائی ہے اور بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ اس زمانے کی حالت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اس لئے جب لڑکیوں کو پردے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو کہہ دیتی ہیں کہ یہ کیا پرانی دقیانوسی باتیں ہیں۔ بلکہ بعض عورتیں جو پاکستان سے آئی ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے پردے ان ترقی یافتہ ممالک میں آ کر ان کے بچے چھڑوا دیتے ہیں۔ مردوں کو زیادہ اس بات میں کمپلیکس ہے کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے، یہاں تو تمہیں پولیس پکڑ کے لے جائے گی اور وہ مائیں بیچاری جو ساری عمر پردہ کرتی رہتی ہیں پولیس کے خوف سے پردہ چھوڑ دیتی ہیں۔ اسلام اصل میں پردے کے ذریعہ عورت کی عزت اور عفت قائم کرنا چاہتا ہے اور جب اس بات کی تلقین کرتا ہے تو پھر اس سے پہلے سورۃ نور کی آیت 31 میں اس تقدس اور عصمت کو قائم کرنے کے لئے پہلے مَردوں کو حکم دیا ہے کہ مومن مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ جہاں عورت کو دیکھا فوراً نظریں اٹھا کر گھور گھور کے اسے دیکھنے کی بجائے اپنی نظروں کو نیچے رکھو۔ بعض مردوں کی یہ بھی عادت ہوتی ہے اور یہ پتا بھی ہوتا ہے کہ عورت پردہ کر رہی ہے اور حیادار ہے پھر بھی اگر آنکھیں پھاڑ کے نہ سہی تو کوشش ہوتی ہے کسی طرح ہماری نظر پڑ جائے۔ اسلئے ان نظروں سے بچنے کیلئے اسلام کہتا ہے کہ اپنے آپ کو تم بچاؤ۔

پس پہلے تو مَردوں کو ہی یہ حکم دیا ہے کہ تم عورت کی عزّت اور عفّت کو قائم کرو۔ پھر اگلی آیت میں عورتوں کو بھی کہا کہ ہر قسم کے شر سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ تم بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھو۔ حیا کو قائم کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ہر مومن مرد اور مومن عورت کے ایمان کا حصہ ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان، حدیث 9)

پس جس میں حیا نہیں اس میں اس ارشاد کے مطابق ایمان بھی نہیں۔ پھر قرآن کریم میں اسی آیت کے تسلسل میں فرمایا کہ اپنی زینت کو چھپائیں۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (النور: 32) کہ سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہوتی ہو۔ اس میں قد کاٹھ ہے۔ جسم کا موٹا پتلا ہونا وغیرہ شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ پردہ کرو تو چادر اوڑھنے کا کہا تھا جس سے جسم ڈھانکا جاتا ہے۔ برقعہ کا رواج تو بعد میں عورتوں نے اپنی سہولت کے لئے اختیار کر لیا۔ اس میں بھی اب نئی نئی بدعات شامل ہو رہی ہیں۔ بعض تو سادہ برقعے ہوتے ہیں۔ بعض ضرورت سے زیادہ کڑھائی اور موتی لگا کے پہنے جاتے ہیں۔ گویا نظروں سے بچنے کے لئے پردہ کرنے کا حکم جو دیا گیا تھا اسے توجہ کھینچنے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔ اس میں بھی فیشن آ گیا ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ بعض لوگوں کے برقعے اتنے تنگ ہوتے ہیں یا سردیوں میں اس پہ بعض کوٹ کے نام پر جو پہنتی ہیں وہ اتنے تنگ ہوتے ہیں جو زینت کو چھپانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم دیا ہے اس کو ظاہر کیا جا رہا ہوتا ہے۔ یہ کوئی پردہ نہیں ہے۔ پھر ایک نیا فیشن شروع ہو گیا ہے کہ تکونے اور آڑے ترچھے عجیب شکلوں کے برقعے بنائے جاتے ہیں۔ پھر اکثر برقعے کوٹ تو پہن لیتی ہیں لیکن ایسی بھی نظر آ جاتی ہیں جن کے آگے سے بٹن کھلے ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بھی یہ بڑا رواج ہو گیا ہے اور نیچے تنگ جین اور ٹراؤزر اور انتہائی اونچی قسم کے پاجامے شلواریں پہنی جاتی ہیں اور اس کے اوپر ٹی شرٹ نما یا چھوٹی قمیض پہنی ہوتی ہے۔ یہ تو سب چیزیں پردے کے ساتھ مذاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ مذاق ہے۔ اسی طرح جس طرح سکارف ہے، حجاب ہے یا نقاب لیا ہوتا ہے تو اس میں نہ بالوں کا پردہ ہوتا ہے نہ صحیح طرح چہرے کا۔ بعض دفعہ نئی آنے والی مسلمان عورتیں یہ اعتراض کرتی ہیں کہ تمہاری احمدی عورتوں میں جو پہلے احمدی ہیں ان کے تو پردے صحیح نہیں ہوتے، بال نہیں ڈھکے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اوڑھنیوں کو اس طرح لو کہ چہرہ نظر نہ آئے۔ کم از کم پردہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ماتھا ڈھکا ہو، بال نظر نہ آئیں، نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ ٹھوڑی جو ہے یہ ڈھکی ہو اور گال ڈھکے ہوں۔
(ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز، جنوری 1905ء، جلد 4، نمبر 1، صفحہ 17)

لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اگر منہ کھلا رکھنا ہے تو سنگھار نہ کیا ہو۔ سادہ چہرہ ہو۔ اس میں ان لوگوں کے اعتراض کا جواب بھی ہے، ان کا بھی اعتراض دور ہو جاتا ہے جو یہ کہتی ہیں کہ ہم ناک بند کریں تو ہمارا سانس رکتا ہے۔ پھر بعض سر پر سکارف یا حجاب لے کر تو بڑا اچھی طرح ڈھانک لیتی ہیں لیکن نیچے چھوٹی قمیص اور تنگ سی جین پہنی ہوتی ہے۔ پھر بعض یہ فیشن شروع ہو گئے ہیں پاکستان میں جو نظر آتے ہیں اور یہاں بھی یقیناً آ گئے ہوں گے کہ شلواروں میں اور ٹراؤزر میں پنڈلیوں کے قریب لمبے لمبے کٹ (cut) دے دیئے جاتے ہیں اور چلتے ہوئے ننگ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کی بھی کئی شکایتیں مجھے آتی ہیں۔ میں نہ بھی دیکھوں تو لوگ اپنی شکایتیں لکھ کے بھیج دیتے ہیں۔ میرے سامنے تو کوئی نہیں آتا اس طرح لیکن لوگ شکایتیں کرتے ہیں۔ ان سب لغویات سے احمدی لڑکی اور عورت کو بچنا چاہئے۔ جین پہننا منع نہیں ہے، بیشک پہن لیں لیکن اس کے ساتھ کم از کم گھٹنوں تک قمیص ہونی چاہئے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ جو محرم رشتے ہیں ان سے پردے کا حکم نہیں ہے۔ باپ ہے، سسر ہے، بھائی ہے، بھانجے ہیں، بھتیجے ہیں، خاوند لیکن حیادار لباس کا ضرور حکم ہے اور حیا جو ہے وہ عورت کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہے، کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ ہمارے فنکشنز پر بھی یہاں کی مغربی عورتیں بھی، غیر مسلم عورتیں بھی آتی ہیں اور ان کو ہمارے فنکشن کا تقدس پتا ہے اور بعض اپنا پورا لباس پہن کر آتی ہیں۔ بہت خیال رکھنے والی ہیں بلکہ سکارف بھی اوڑھ کر آتی ہیں جب کہ باہر جا کے نہیں اوڑھتیں۔ تو یہ دو عملی نہیں ہے۔ اس لئے آتی ہیں کہ ان کو ہمارے ماحول کے تقدس کا خیال ہے۔ اس لئے آتی ہیں کہ وہ اس ماحول میں سموئی جائیں۔ پس جب غیر مسلم ہو کر بھی غیر اس قدر لحاظ رکھتے ہیں، جن کے لئے کوئی حکم نہیں ہے تو پھر ہمیں، ہماری عورتوں اور بچیوں کو کس قدر اس بات کا خیال رکھنا ہو گا۔

بعض احمدی لڑکیوں کو پتا نہیں کیوں احساس کمتری ہے کہ اگر انہوں نے پردہ کیا تو لوگ انہیں جاہل سمجھیں گے۔ پس ایسی لڑکیاں یہ دیکھ لیں کہ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے یا لوگوں کو خوش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بات کو ماننا ہے یا اس کی باتوں پر اندھے اور بہروں کی طرح گزر جانا ہے، جیسے سنا ہی نہیں یا دیکھا ہی نہیں۔ غیر احمدی عورت تو کہہ سکتی ہے کہ ہمیں تو ان احکامات کا پتا نہیں۔ ہمیں قرآن کریم کا علم نہیں۔ ہم نے تو تفصیل سے احکامات نہیں پڑھے۔ لیکن احمدی لڑکی اور عورت نہیں کہہ سکتی کہ ہم نے سنا نہیں اور دیکھا نہیں۔ مستقل انہیں پوری تفصیل کے ساتھ اس بارے میں سمجھایا جاتا ہے اور تمام خلفاء نے سمجھایا۔ میں عرصے سے سمجھا رہا ہوں۔ پس اس طرف لجنہ کی تنظیم کو بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور خود ہر لڑکی اور عورت کو بھی اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیونکہ آہستہ آہستہ پھر یہ فیشن اور لاپرواہیاں بالکل ہی ننگا کر دیں گی۔ اگر ابھی ایک دو چار بھی ہیں تو ان کو اپنا جائزہ لینا چاہئے اور جو نہیں ہیں ان کو کسی قسم کے احساس کمتری میں، کمپلیکس میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا دین ایک بہترین دین ہے اور دنیا میں پھیلنے کیلئے آیا ہے۔ پس اس کو پھیلانے کیلئے ہم میں سے ہر عورت اور مرد کو اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جب صرف ننگا نہیں ہو جائیں گی بلکہ اس ذمہ داری سے بھی لاپرواہ ہو جائیں گی جو اولاد کی دینی تربیت کیلئے ہے اور بچے جب دیکھیں گے کہ میری ماں کی بعض حرکتیں تو اس سے مختلف ہیں جو قرآن کریم نے حکم دیا ہے تو پھر ظاہر ہے ان پر منفی اثر پڑے گا۔

پس جہاں اعتقادی لحاظ سے ہر عورت اور لڑکی نے اپنے آپ کو مضبوط کرنا ہے، ایمان میں بڑھنا ہے وہاں عملی لحاظ سے بھی مضبوط کریں۔ اس معاشرے میں ہمیں اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو حجاب اور پردے اور حیا کا تصور پیدا کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حیادار حجاب کی جھجھک اگر کسی بچی میں ہے تو ماؤں کو اسے دور کرنا چاہئے بلکہ اسے خود اپنے آپ بھی دور کرنا چاہئے اگر اسکی عمر ایسی ہے۔ مائیں اگر گیارہ بارہ سال کی عمر تک بچیوں کو حیا کا احساس نہیں دلائیں گی تو پھر بڑے ہو کر انکو کوئی احساس نہیں ہو گا۔

پس اس معاشرے میں جہاں ہر ننگ اور ہر بیہودہ بات کو سکول میں پڑھایا جاتا ہے پہلے سے بڑھ کر احمدی ماؤں کو اسلام کی تعلیم کی روشنی میں، قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اپنے بچوں کو بتانا ہو گا۔ حیا کی اہمیت کا احساس شروع سے ہی اپنے بچوں میں پیدا کرنا ہو گا۔ پانچ چھ سات سال کی عمر سے ہی پیدا کرنا شروع کرنا چاہئے۔ پس یہاں تو ان ملکوں میں چوتھی اور پانچویں کلاس میں ہی ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں کہ بچے پریشان ہوتے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ اسی عمر میں حیا کا مادہ بچیوں کے دماغوں میں ڈالنے کی ضرورت ہے۔

بعض عورتوں کے اور لڑکیوں کے دل میں شاید خیال آئے کہ اسلام کے اور بھی تو حکم ہیں۔ کیا اسی سے اسلام پر عمل ہو گا اور اسی سے اسلام کی فتح ہونی ہے۔ یاد رکھیں کہ کوئی حکم بھی چھوٹا نہیں ہوتا۔ کل جمعہ میں بھی مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے توجہ دلائی تھی کہ کس طرح ہمیں ہونا چاہئے۔ لیکن اگر کوئی کمزوری زیادہ بڑھنی شروع ہو جائے، معاشرے کا اثر اس پر زیادہ ہونا شروع ہو جائے تو پھر اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے میں توجہ دلا رہا ہوں۔ دوسروں کا مطمح نظر کچھ اَور ہو گا تو ہو گا۔ ایک احمدی کا مطمح نظر یہی ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ یہی قرآن کریم نے ہمیں سکھایا ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَات۔ ہم نے دنیا کو اپنے پیچھے چلانا ہے۔ پس دنیا کے فیشن کو نہ دیکھیں۔ یہ دیکھیں کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے اندر ہے یا نہیں۔ فیشن کرنا منع نہیں ہے۔ اگر ان حدود کے اندر ہے تو بیشک کریں اور جس ماحول میں کرنے کا حکم ہے اس میں کریں اور ایسی مثالیں قائم کریں کہ دنیا آپ کے پیچھے چلنے والی ہو۔ پس جہاں ہر احمدی عورت کو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ دعاؤں سے مدد مانگتے ہوئے اپنی اولاد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کر سکیں وہاں اپنے ہر عمل کو بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے جتنے بھی احکامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کر لیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 17 ؍مارچ 2017)

......☆......☆......☆......

ارشاد
حضرت
امیر المومنین

”مشکل حالات سے نکلنے کا صرف
یہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ؍مارچ 2017)

طالبِ دُعا: مقصود احمد قریشی ولد مکرم محمد عبید اللہ قریشی اینڈ فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد
حضرت
امیر المومنین

”زیادہ سے زیادہ واقفین نو کو
جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ؍مارچ 2017)

طالبِ دُعا: ایم خلیل احمد (امیر ضلع شموگہ) صوبہ کرناٹک

آج کی دنیا کا خیال ہے کہ مذہب کی حیثیت ثانوی حیثیت ہے اور اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو اس کے لئے مذہب سے ہٹ کر سوچنے کی ضرورت ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں اکثریت کا یہ خیال ہے کہ دنیا میں جو فساد برپا ہے اس کی وجہ مذہب ہے جبکہ خود یہ بھی تسلیم کرتے ہیں اور سکولوں میں پڑھایا بھی جاتا ہے کہ انسان نے بنیادی اخلاق مذہب سے سیکھے۔ انسان کو متمدّن اور با اخلاق بنانے میں مذہب کا ہاتھ ہے، کسی فلسفہ دان کا نہیں۔ گویا کہ خود بھی یہ لوگ جو ایسے خیالات رکھتے ہیں ایک مخمصہ میں پھنسے ہوئے ہیں

اس زمانے میں اسلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی وجہ سے دنیا کی اس وقت فساد کی حالت ہے جس کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ حالت نہیں ہے۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض مسلمانوں کے عمل کی وجہ سے بعض جگہ یہ حالت ہوئی ہوگی

اگر مسلمان ممالک لڑائیوں اور فساد کی جگہ بنے بھی ہوئے ہیں تو اس میں بڑی طاقتوں کا بھی ہاتھ ہے کیونکہ اسلحہ یا تو اُن سے خریدا جاتا ہے یا اسلحہ مشرقی یورپ کے ممالک سے خریدا جاتا ہے اور سب کو پتا ہے لیکن نہیں روکتے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ کوئی بھی کام چاہے وہ جائز ہو اگر غلط موقع پر ہو رہا ہے تو وہ ناجائز ہو جاتا ہے۔ اگر حقیقی امن قائم کرنا ہے تو پھر اسلام کی تعلیم کہتی ہے کہ انتہائی اعلیٰ معیار کے انصاف پر قائم ہو جاؤ

مختلف آیات قرآنی کے حوالہ سے انصاف کے اعلیٰ معیار کا تذکرہ

ہم اس زمانے میں خوش قسمت ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے، جنہوں نے ہماری صحیح رہنمائی کی ہے جنہوں نے ہمیں بتایا کہ فسادوں کی بنیاد مذہب اور اس کی تعلیمات نہیں بلکہ فسادوں کی بنیاد مذہب اور خدا تعالیٰ سے دُوری ہے

یہ طاقتور قوموں کے مظالم ہی تھے جن کی وجہ سے لیگ آف نیشنز (League of Nations) ناکام ہوئی تھی اور دوسری جنگ عظیم لڑی گئی اور یہی حرکتیں اب یو این او (UNO) بڑی حکومتوں کے دباؤ پر کر رہی ہے اور یو این او (UNO) کی ناکامی بھی شروع ہو چکی ہے اور اب خود بھی یو این او (UNO) کے بعض سابق عہدیدار لکھنے لگ گئے ہیں کہ بے انصافی کی وجہ سے یو این او (UNO) اپنے مقصد میں ناکام ہو چکی ہے۔ پس اگر دیرپا امن قائم کرنا ہے تو انصاف کے یہ اصول قائم کرنے ہوں گے ورنہ لکھنے والے صحیح لکھنا بھی شروع ہو گئے ہیں اور مَیں عرصے سے اس بات کی طرف توجہ بھی دلا رہا ہوں کہ عالمی جنگ منہ پھاڑے کھڑی ہے اور اسکے نتیجہ میں دنیا تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے

دنیا میں عدل و انصاف اور امن قائم کرنے اور مخصوص حالات میں بعض شرائط کے ساتھ جنگوں کی اجازت دینے اور حالت جنگ میں بھی عدل و انصاف پر مبنی اصول و ضوابط پر مشتمل اسلام کی نہایت خوبصورت اور اعلیٰ تعلیمات کا تذکرہ

یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جسے ہمیں آجکل دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے۔ یہ کام یہاں کے رہنے والے ہر احمدی کا ہے کہ دنیا کو بتائیں کہ اسلام تو محبت، پیار اور بھائی چارہ سکھاتا ہے اور اگر اسلام کے نام پر کوئی ظلم ہوتا ہے تو وہ اسکی تعلیم کے خلاف چل کر ہو رہا ہے۔ آج اگر دنیا کے بچاؤ کیلئے کوئی حل ہے تو اسلام کے پاس ہے۔ نہ ہی اسلام سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت ہے، نہ ہی اس خیال کو دل میں جگہ دینے کی ضرورت ہے کہ مذہب فتنہ و فساد کی وجہ ہے یا دنیا کا امن و سکون مذہب کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے۔ کسی مذہب نے فساد کی اجازت نہیں دی

آج اگر دنیا امن چاہتی ہے، اپنی بقا چاہتی ہے، اپنے بچوں کو اپاہج ہونے سے بچانا چاہتی ہے اور معذور پیدا ہونے سے بچانا چاہتی ہے تو اسلام احمدیت ہی اس کا حل ہے اور اس زمانے کے امام کے ساتھ تعلق جوڑنے میں ہی دنیا کی بقا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حق ہم نے ان کو بتانا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کا حق ادا کرو تو تمہاری بقا ہے۔ پس اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو بہت کوشش کی ضرورت ہے۔ بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ لیکن کوششیں بھی اس وقت کامیاب ہوتی ہیں، دعائیں بھی اس وقت قبول ہوتی ہیں جب ہمارے عمل بھی اس کے مطابق ہوں۔ پس ہر احمدی کو اپنے گھروں میں بھی انصاف کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے کام کی جگہوں پر بھی انصاف اور عدل قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے محلے اور شہر میں بھی اعلیٰ معیار انصاف اور عدل کے قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا دیکھے کہ یہ ہیں وہ لوگ جو دنیا کے حقیقی نجات دہندہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے 40ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 09/اکتوبر 2016ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرنیشنل سینٹر Mississauga میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج کی دنیا کا خیال ہے کہ مذہب کی حیثیت ثانوی حیثیت ہے اور اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو اس کے لئے مذہب سے ہٹ کر سوچنے کی ضرورت ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں اکثریت کا یہ خیال ہے کہ دنیا میں جو فساد برپا ہے اس کی وجہ مذہب ہے جبکہ خود یہ بھی تسلیم کرتے ہیں اور سکولوں میں پڑھایا بھی جاتا ہے کہ انسان نے بنیادی اخلاق مذہب سے سیکھے۔ انسان کو متمدّن اور با اخلاق بنانے میں مذہب کا ہاتھ ہے، کسی فلسفہ دان کا نہیں۔ گویا کہ خود بھی یہ لوگ جو ایسے خیالات رکھتے ہیں ایک مخمصہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ایک طرف تو مذہب کے خلاف ہیں دوسری طرف یہ بھی تسلیم ہے کہ انسان کو با اخلاق بنانے میں ان لوگوں (یعنی انبیاء) کا ہاتھ ہے جنہوں نے کہا کہ ہمیں اس تعلیم اور ان اخلاق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو اخلاقی اقدار دینے میں مذہب کا بہت بڑا ہاتھ ہے یا انبیاء کا ہاتھ ہے۔ گو کچھ عرصہ بعد ان انبیاء کی تعلیم بھلائی جاتی رہی۔ کچھ اخلاق اور قواعد کو لوگوں نے یا ان کے سرداروں نے اختیار کر لیا، کچھ کو چھوڑ دیا۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں انبیاء بھیجے جنہوں نے ان کی روحانی اور اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ تمدّنی ترقی میں بھی کردار ادا کیا اور انہی بنیادوں پر پھر عقل رکھنے والوں نے، سرداروں نے، لیڈروں نے، بعض اخلاق اور اصولوں کو تو اپنا لیا لیکن روحانیت کو چھوڑ دیا۔ نتیجۃً مذہبی اور روحانی حالت میں ترقی کے بجائے تنزل ہوتا چلا گیا۔ اور یہ تنزل ہر قوم میں مذہب کی تعلیم میں مذہبی علماء اور قوم کے سرداروں کے اپنے مفادات کی ترجیح کی وجہ سے آیا۔ انہوں نے مذہب کی تعلیمات کو ایک طرف کر دیا، اپنی ترجیحات اوپر لے آئے، نتیجۃً مذہبی تعلیم میں گراوٹ آ گئی ورنہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم تو ہر قوم کے لئے مختلف نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میں نے ہر قوم میں نبی بھیجے تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء تو ایک ہی تعلیم لے کر آئے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور آپس کے تعلقات کی بہتری۔

اکثر صحافی یا غیر مسلم لوگ اسلام کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو انہیں میں یہی کہا کرتا ہوں کہ اسلامی تعلیم کا خلاصہ بھی یہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلاصۃً ہمیں بیان فرمایا ہے کہ

خدا تعالیٰ کا حق ادا کرو اور اس سے محبت کرو اور اس کے بندوں کے حق ادا کرو اور ان سے شفقت کا سلوک کرو (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 119، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور ہر مذہب نے یہی تعلیم دی ہے اور اسلام کی تعلیم اس معاملے میں سب سے بڑھی ہوئی اور اعلیٰ ہے۔ پس جب مذہب یہ ہے اور اسلام سب سے زیادہ اس تعلیم کا علمبردار ہے تو پھر ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کے فسادوں کی وجہ مذہب ہے اور خاص طور پر اس زمانے میں اسلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی وجہ سے دنیا کی اس وقت فساد کی حالت ہے جس کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ حالت نہیں ہے۔ ہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض مسلمانوں کے عمل کی وجہ سے بعض جگہ یہ حالت ہوئی ہوگی۔

گزشتہ صدی میں دنیا نے دو بڑی عالمی جنگیں دیکھیں۔ کیا انکی وجہ مذہب تھا یا لیڈروں کی خواہشات اور سیاسی اور جغرافیائی حالات اور لالچیں تھیں؟ اس موجودہ زمانے میں بھی کون سا مسلمان ملک ہے جو انتہائی اعلیٰ قسم کے ہتھیار اور اسلحہ تیار کرتا ہو؟ یہ ترقی یافتہ ملک اور بڑی طاقتیں ہی ہیں جو انتہائی اعلیٰ پائے کے، اعلیٰ معیار کے ہتھیار تیار کرتی ہیں اور پھر تیسری دنیا کے ملکوں کو اور مسلمان ممالک کو یہ بیچے جاتے ہیں۔ حکومتوں کو بھی یہ سامان بیچا جاتا ہے اور حکومت مخالف گروہوں کو بھی یہ سامان بیچا جاتا ہے۔ میں نے تو جب بھی کبھی سیاستدانوں سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہی جواب دیا کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن پھر وہ خاموش ہو جاتے ہیں کہ اس کی کوئی justification نہیں۔

پس اگر مسلمان ممالک لڑائیوں اور فساد کی جگہ بنے بھی ہوئے ہیں تو اس میں بڑی طاقتوں کا بھی ہاتھ ہے کیونکہ اسلحہ یا تو اُن سے خریدا جاتا ہے یا اسلحہ مشرقی یورپ کے ممالک سے خریدا جاتا ہے اور سب کو پتا ہے لیکن نہیں روکتے۔ روک بھی کس طرح سکتے ہیں کیونکہ خود بھی بیچتے ہیں۔ اور جب کہو کہ فلاں حکومت کو تم اسلحہ بیچ رہے ہو اور وہ اسلحہ ایک چھوٹے سے ملک کے خلاف استعمال ہو رہا ہے، ظلم کی وجہ بن رہا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ ہمارا جو کاروبار ہے یہ قانونی ہے چُھپ کے نہیں بیچ رہے۔ مگر اسلام کہتا ہے کہ یہ جواب غلط ہے۔ الزام تو اسلام پر لگایا جاتا ہے لیکن اسلام کا معیار کیا ہے؟

اسلام یہ کہتا ہے کہ کوئی بھی کام چاہے وہ جائز ہو، اگر غلط موقع پر ہو رہا ہے تو وہ ناجائز ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عمل صالح پر بہت زور دیا کہ حقیقی مومن وہی ہے جو جائز کام جائز موقع پر اور نیک نیت سے کرے۔

چند دن ہوئے مجھے یہاں ایک صحافی نے پوچھا کہ ہم نہ تو اسلام کی تعلیم جانتے ہیں، نہ اس کی تفصیلات کا پتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ اسلام ہی دنیا کے امن کی ضمانت ہے اور آجکل تو بالکل اس کے خلاف نظر آتا ہے۔ یہ کس طرح ضمانت ہے؟ مَیں نے کہا کہ تم نے سارے دنیاوی حربے استعمال کر لئے ہیں لیکن امن قائم نہیں کر سکے۔ مسلمان بھی اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں کر رہے اس لئے وہ بھی فساد کی حالت میں سے گزر رہے ہیں۔ اگر حقیقی امن قائم کرنا ہے تو پھر اسلام کی تعلیم کہتی ہے کہ انتہائی اعلیٰ معیار کے انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور انصاف پر قائم ہونے کا ایک معیار قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ سورة نساء کی آیت 136 ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ۔ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء: 136) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

پس یہ وہ معیار ہے جو ذاتی مفادات سے بالا ہو کر عدل و انصاف کرواتا ہے کہ صرف اپنے مفادات نہ دیکھو بلکہ حق بات کے لئے اگر اپنوں کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے تو پرواہ نہ کرو۔ یہ ایک اصولی بات ہے جسے صرف انفرادی اور گھریلو سطح تک ہی محدود نہیں سمجھا جانا چاہئے بلکہ انسانیت کے وسیع تر مفادات کے لئے یہ اصول ہے اور اس کا پھیلاؤ ہے اور ہونا چاہئے۔ ملکوں اور حکومتوں تک بھی اس کا پھیلاؤ ہونا چاہئے۔ یہاں کیا ہوتا ہے؟ اس وقت دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ وہ لوگ جو انصاف کے نام پر بڑے بڑے لیکچر دیتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں کہ اپنے مفادات کے لئے سب کام ہو رہے ہیں۔ ایک بڑی طاقت حکومت کی مدد کرتی ہے تو دوسری طاقت حکومت مخالف گروہوں کی مدد کرتی ہے تا کہ علاقے میں اپنی برتری قائم رہے۔ مثلاً سعودی عرب کو کئی بلین ڈالرز کا اسلحہ مختلف ممالک کی طرف سے پہنچایا گیا، بیچا گیا اور یہ بھی پتا ہے کہ وہ یمن کے خلاف، ایک چھوٹے سے ملک کے خلاف صرف ان کو تباہ کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ پس یہاں مسلمان بھی باوجود اسلام کا دعویٰ کرنے کے خواہشات کی پیروی کے لئے عدل سے دور ہٹ رہے ہیں اور غیر مسلم طاقتیں بھی اپنے مفادات اور خواہشات کی تسکین کے لئے عدل سے دور جا رہی ہیں، انصاف سے دور جا رہی ہیں اور بدامنی پیدا کر رہی ہیں اور یہی وجہ ہے جو دنیا میں فساد کی حالت ہے۔ جن کو انصاف کی کرسی پر بٹھایا گیا ہے وہی انصاف کی دھجیاں اڑا رہے ہیں تو پھر مذہب کو اور خاص طور پر اسلام کو کیوں الزام دیتے ہیں۔

مَیں اکثر جب بھی موقع ملے ان لوگوں کو کہتا ہوں کہ اگر تم انصاف کرو تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اسلام تو انصاف اور عدل کی اتنی تلقین کرتا ہے کہ اس جیسے معیار تو کہیں دیکھے ہی نہیں جا سکتے۔ اس وقت اسلامی تعلیم کے ہر پہلو کو تو بیان نہیں کیا جا سکتا تاہم مَیں قرآن کریم کی بعض آیات اِس وقت پیش کروں گا جن میں اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کے معیار قائم کرنے، بے چینیاں دور کرنے، امن قائم کرنے کے معیار مقرر فرمائے ہیں اور یہی وہ تعلیم ہے جو دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔

سورة مائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (المائدۃ:9) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ ہے وہ انتہاؤں کو پہنچا ہوا معیار۔ دشمنوں کی بات تو ایک طرف رہی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ حکومتیں تو اپنے معاہدوں کا بھی پاس نہیں کرتیں۔ ایک طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہیں تو دوسری طرف اگر مفادات حاصل نہ ہوں تو نقصانات پہنچانے کے لئے منصوبہ بندی کرتی ہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملکی مفادات بہرحال پہلے ہیں اور ضروری ہیں۔ بیشک اس میں کوئی شک نہیں کہ ملکی مفادات مقدم ہونے چاہئیں لیکن پھر عدل کا تقاضا یہ ہے کہ جو بات ہے کھل کر دوسرے کو بتائی جائے اور واضح کیا جائے کہ اب ہمارا معاہدے پر قائم رہنا ممکن نہیں۔ یہ عدل ہے۔ نہ کہ ظاہری دوستی کا نام ہو اور چھپ کے حملے بھی ہو رہے ہوں۔ نقصان پہنچانے کے منصوبے بھی کئے جا رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ عہد ایک امانت ہے اور اس کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ ہم اس زمانے میں خوش قسمت ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے، جنہوں نے ہماری صحیح رہنمائی کی ہے، جنہوں نے ہمیں بتایا کہ فسادوں کی بنیاد مذہب اور اس کی تعلیمات نہیں بلکہ فسادوں کی بنیاد مذہب اور خدا تعالیٰ سے دوری ہے۔ دینی تعلیمات کے حصول کیلئے اپنے مفادات سے بالاتر ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ اپنے مفادات کے حصول کے لئے عدل و انصاف سے ہٹی ہوئی حرکتیں کرو۔ اگر یہ کرو گے تو پھر تباہی ہے۔

چنانچہ اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو اور چاہئے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں سچی گواہی سے نہ روکے۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 361)

پھر ذرا تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ''خدا تعالیٰ نے عدل کے بارے میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارنے کے حاصل نہیں ہو سکتی فرمایا ہے۔'' یعنی اگر صحیح طرح تم سچائی پر نہیں چلو گے تو عدل حاصل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ '' لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو'' انصاف کرنے سے نہ روکے۔ فرمایا کہ ''انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔'' فرماتے ہیں کہ ''اب آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں، دکھ دیویں اور خون ریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکّہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا۔'' ان جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی قائم کیا ہے۔ فرمایا ''اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی ہے۔'' فرماتے ہیں کہ ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے۔'' یہ تو ٹھیک بات ہے کہ کوئی دشمن ہو اس سے آدمی کہیں موقع ملے تو اخلاق سے پیش آ جائے یا ظاہری اخلاق سے پیش آ جائے ''مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل ہے اور فقط جواں مردوں کا کام ہے۔ اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے اور محبت کے پردہ میں دھوکہ دے کر اس کے حقوق دبا لیتا ہے۔ مثلاً اگر زمیندار ہے تو چالاکی سے اس کا نام کاغذات بندوبست میں نہیں لکھواتا اور یوں اتنی محبت کہ اس پر قربان ہوا جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ معیار محبت کا ذکر کیا ہے۔'' یہ نہیں کہ تم محبت کرو بلکہ یہ کہ تمہاری محبت کا معیار کیا ہونا چاہئے اس کا ذکر کیا ہے ''کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی اور انصاف سے درگزر نہیں کرے گا وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے۔'' (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 409 تا 410) سچائی اور انصاف کو پیچھے نہیں چھوڑے گا تو وہی سچی محبت ہے۔

چھوٹے پیمانے پر دنیادار انسان اپنے دائرے میں عدل سے دور جا کر یہ حرکتیں کرتا ہے اور بڑے

پیمانے پر جیسا کہ میں نے کہا کہ حکومتیں یہ حرکتیں کر رہی ہوتی ہیں اپنے مخالف قوموں کو اس قدر دبایا جاتا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ویسے ظاہری تعلقات بھی ہوتے ہیں۔ ملکوں سے تعلقات اگر خراب ہو جائیں تو ان پر معاشی پابندیاں، اقتصادی پابندیاں لگا کر عوام پر اس کی وجہ سے ظلموں کی انتہا کی جاتی ہے۔ بچے بھوکے مرتے ہیں۔ کسی بھی قوم پر اگر اقتصادی پابندی لگائیں گے تو اس قوم کے بچے بھوکے مریں گے۔ اس قوم کے لوگ بیروزگار ہوں گے۔ ہسپتالوں میں علاج کی سہولتیں یا کم ہو جائیں گی یا بہت مہنگی ہو جائیں گی۔ مریض مرنے شروع ہو جائیں گے۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ تھا اور یہ ہے کہ اگر کسی حکومت کو ظلم سے روکنا ہے تو حکومت کے خلاف کارروائی کی جائے جس کا پھر قرآن کریم نے حل بتایا ہے۔

اگر کوئی حکومت ظلم کر رہی ہے یا بین الاقوامی قوانین کو توڑ رہی ہے یا ہمسایوں کو تنگ کر رہی ہے، ان پہ حملے کر رہی ہے یا اور معاہدات کو توڑ رہی ہے تو اس کے خلاف کس طرح کارروائی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (الحجرات:10) اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

پس یہ ہے طریقہ ظلموں سے ہاتھ روکنے کا۔ نہ یہ کہ بڑی حکومتیں صرف اپنی برتری حاصل کرنے کے لئے معاشی پابندیاں لگا دیں۔ یہ طاقتور قوموں کے مظالم ہی تھے جن کی وجہ سے لیگ آف نیشنز (League of Nations) ناکام ہوئی تھی اور دوسری جنگ عظیم لڑی گئی اور یہی حرکتیں اب یو این او (UNO) بڑی حکومتوں کے دباؤ پر کر رہی ہے اور یو این او (UNO) کی ناکامی بھی شروع ہو چکی ہے اور اب خود بھی یو این او (UNO) کے بعض سابق عہدیدار لکھنے لگ گئے ہیں کہ بے انصافی کی وجہ سے یو این او (UNO) اپنے مقصد میں ناکام ہو چکی ہے اور اس کے ثبوت میں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی حالت ہمارے سامنے ہے۔ روس کی فوجیں شام میں موجود ہیں اور عالمی جنگ کے خطرے بڑھتے چلے جا رہے ہیں بلکہ دو دن ہوئے لندن کے ایک مشہور اخبار ٹائمز نے یہ بھی لکھا تھا غالباً اڈیٹوریل میں کہ عالمی جنگ اور ایٹمی جنگ منہ پھاڑے کھڑی ہے۔

اس آیت میں بیشک مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ظلم کے ہاتھ کو کس طرح روکنا ہے لیکن اصولی طور پر یہ ہدایت تمام قوموں کے لئے رہنما ہے کہ صلح کرواتے وقت اپنے فوائد اور مفادات کو سامنے نہ رکھا کرو بلکہ اصل مسئلہ کا فیصلہ کرواؤ۔ شاید یو این (UN) نے جب سے یہ قائم ہوئی ہے ایک آدھ معاملہ میں اس کی مثال قائم کی ہو کہ عدل سے اور انصاف سے فیصلہ قائم کیا ہو لیکن عموماً یو این (UN) بھی بڑی حکومتوں کے ہاتھوں میں کھلونا ہی بنی رہی ہے۔

پس اگر دیرپا امن قائم کرنا ہے تو انصاف کے یہ اصول قائم کرنے ہوں گے ورنہ لکھنے والے صحیح لکھنا بھی شروع ہو گئے ہیں اور میں عرصے سے اس بات کی طرف توجہ بھی دلا رہا ہوں کہ عالمی جنگ منہ پھاڑے کھڑی ہے اور اس کے نتیجہ میں دنیا تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے اور اگر وہ ایٹمی جنگ ہوئی جس کا غالب امکان ہے کہ ایٹمی جنگ ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ پناہ دے۔ اپاہج بچوں کی المناک نسل ہم پیچھے چھوڑ کر جائیں گے۔ پس مذہب اور خاص طور پر اسلام تو یہ بتا کر ہوشیار کر رہا ہے کہ ہوش میں آؤ ورنہ یہ فتنہ و فساد تمہیں تباہ کر دیں گے۔

لوگوں سے کیا سلوک ہونا چاہئے اور دنیا کو انصاف سے بڑھ کر کیا دینے اور کیسا سلوک کرنے کی ضرورت ہے تا کہ دنیا میں مکمل انصاف قائم ہو؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ''اعمال کے متعلق یہ آیت جامع قرآن شریف میں ہے۔'' کچھ حصہ پڑھ رہا ہوں اس آیت کا کہ '' اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى (النحل:91)......یعنی خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور عدل پر قائم ہو جاؤ اور اگر اس سے زیادہ کامل بننا چاہو تو پھر احسان کرو یعنی ایسے لوگوں سے سلوک اور نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی اور اگر اس سے بھی زیادہ کامل بننا چاہو تو محض ذاتی ہمدردی سے اور محض طبعی جوش سے بغیر نیت کسی شکر یہ ممنون منت کرنے کے بنی نوع سے نیکی کرو''۔ یعنی بغیر اس نیت کے کہ کوئی ہمارا شکریہ ادا کرے، ہمارا شکر گزار ہو تب بھی ان سے نیکی کرو۔ فرمایا ''جیسا کہ ماں اپنے بچے سے فقط اپنے طبعی جوش سے نیکی کرتی ہے'' ایسی نیکی ہونی چاہئے'' اور فرمایا کہ '' خدا تمہیں اس سے منع کرتا ہے کہ کوئی زیادتی کرو یا احسان جتلاؤ''۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے احسان نہ جتلاؤ اگر کوئی نیکی کی ہے بلکہ قرآن شریف میں فرمایا کہ ایسی مدد سے جس میں احسان جتایا جائے بہتر ہے کہ تم مدد نہ کرو۔ فرمایا کہ ''زیادتی کرو یا احسان جتلاؤ یا سچی ہمدردی کرنے والے کے کافر نعمت بنو اور اسی آیت کی تشریح میں ایک اور مقام میں فرماتا ہے وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا (الدھر:9 تا 10) یعنی کامل راستباز جب غریبوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں تو محض خدا کی محبت سے دیتے ہیں۔ نہ کسی اور غرض سے دیتے ہیں۔ اور وہ انہیں مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ یہ خدمت خاص خدا کے لئے ہے۔ اس کا ہم کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شکر کرو۔'' (لیکچر لاہور، روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 155 تا 156)

لوگ کہتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسلام کی ایسی ہی اعلیٰ تعلیم ہے اور امن قائم کرنے اور عدل کے قائم کرنے کے اتنے اعلیٰ معیار ہیں تو پھر اسلام میں جنگیں کیوں لڑی گئیں یا اتنا فتنہ و فساد کیوں ہو رہا ہے۔ اس بارے میں تو پہلے ہی میں کہہ چکا ہوں کہ آجکل کے جو حالات ہیں وہ فتنہ و فساد مسلمان ملکوں میں اس لئے ہے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں ہے۔ اس کا بھی جواب میں پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہی دیتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں بعض لوگ یعنی غیر مسلموں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''بعض لوگ جن کو حق کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے''۔ ایسے مخالفین جو مسلمانوں کے مخالف ہیں یا اعتراض کرنا چاہتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ ''بعض لوگ جن کو حق کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے جب ایسی تعلیم سنتے ہیں تو اور کچھ نہیں تو یہی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام میں اگر ہمدردی کی تعلیم ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائیاں کیوں کرتے۔ وہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھ اور تکالیف پر تکالیف اٹھانے کے بعد کئے اور وہ بھی صرف مدافعت کے طور پر''۔ وہ دفاع تھا۔ تیرہ برس تک آپ مخالفین اور دشمنوں کے ہاتھ سے تکالیف اٹھاتے رہے۔'' ان کے عزیز دوست اور یاروں کو سخت عذاب دیا جاتا رہا اور جور و ظلم کا کوئی بھی ایسا پہلو نہ رہا جو کہ مخالفوں نے ان کے لئے نہ برتا ہو یہاں تک کہ کئی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ان کے ہاتھ سے شہید بھی ہو گئے۔ اور ان کے ہر وقت کے ایسے شدید ظلموں سے تنگ آ کر بحکم الٰہی شہر ہی چھوڑنا پڑا جب مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے اور وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ جب انکے ظلموں اور شرارتوں کی بات انتہا تک پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے مظلوم قوم کو اس مظلومانہ حالت میں مقابلہ کا حکم دیا اور وہ بھی اس لئے کہ شریر اپنی شرارت سے باز آ جاویں اور انکی شرارت سے مخلوق خدا کو بچایا جاوے اور ایک حق پرست قوم اور دین حق کیلئے ایک راہ کھل جائے۔'' (ماخوذ از ملفوظات، جلد 7 صفحہ 284، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اگر اسلام میں جنگوں کی اجازت ہوئی تو کسی ظلم کیلئے نہیں۔ اگر آج کوئی مسلمان لیڈر یا لوگ اس کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ غلط ہے۔ ظلموں کیلئے کہیں جنگ کی اجازت نہیں ہے بلکہ ظلم کو ختم کرنے کیلئے ہے۔

آجکل بھی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ظلم کو ختم کرنے کے نام پر جنگیں ہوتی ہیں اور ان کو بڑا پسند کیا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ عراق میں ظلم کو ختم کرنے کیلئے جنگ کی گئی تھی۔ اب کہتے ہیں کہ جنگ تو اس لئے کی گئی تھی لیکن ہمیں غلطی لگی تھی اور وہ ہمارے سے غلط کام ہو گیا۔ پھر لیبیا میں کہتے ہیں کہ ظلم کو ختم کرنے کیلئے جنگ لڑی گئی۔ اب کہتے ہیں یہ بھی غلطی تھی۔ اب شام میں جنگ لڑی جا رہی ہے تو اب دیکھتے ہیں اسکے ختم ہونے پر کیا جواب دیتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ حکومت صحیح ہوگی یا دوسرے صحیح ہیں۔ لیکن جو بھی ہے اس ظلم کو ختم کرنے کا جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن بہر حال یہ ظاہر ہو گیا کہ جو کام ظلم کے ختم کرنے کیلئے کیا گیا تھا وہ اصل ظلم سے بڑھ کر ظلم ثابت ہوا۔ اسلام نے اگر کبھی جنگ کی اجازت دی تو تمام انسانیت کے حقوق قائم کرنے کیلئے دی۔ پہلی اجازت جو اللہ تعالیٰ نے جنگ کی دی وہ ان الفاظ میں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ (الحج:40) ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے قتال کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے ہیں اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

پس تیرہ سال کے ظلموں کے بعد بھی جب دشمن

99633 83271 | Pro. SK.Sultan | 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(صوبہ آندھرا پردیس)

IRS
INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

باز نہیں آیا اور دوسری جگہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کر لی تو وہاں جا کر بھی اپنے بڑے ساز و سامان کے ساتھ ایک بڑی فوج لے کر حملہ آور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب بہت ہو گیا۔ اب تم مسلمانوں کو بھی جنگ کا جواب، ظلم کا جواب جنگ سے دینے کی اجازت ہے تا کہ ظلم ختم ہو۔ تلوار کا جواب تلوار سے دینے کی اجازت ہے۔ ابھی تم تھوڑے ہو اور دشمن طاقتور ہے لیکن خدا تعالیٰ یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ باوجود اس کے کہ تم تھوڑے ہو اور تم شاید ظاہری سامان کے حساب سے طاقت نہیں رکھتے کہ دشمن سے لڑو لیکن اللہ تعالیٰ سب قدرتوں کا مالک ہے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مدد کی۔ لیکن اس اجازت کے بعد بھی کھلی چھٹی نہیں دے دی بلکہ وجہ بھی بتا دی کہ جنگ اس وقت تک ہوگی جب تک یہ وجہ قائم ہے کہ جب تک تم پر ظلم ہو رہا ہے اور پھر یہ بھی کہ جنگ کر کے صرف تم نے اپنے حقوق قائم نہیں کرنے بلکہ دوسروں کے حقوق بھی قائم کرنے ہیں۔ غیر مسلموں کے حقوق بھی قائم کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ۔ وَلَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا۔ وَلَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (الحج:41) کہ وہ لوگ جنہیں اُن کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بِھڑا کر، لڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔

پس جنگ آزادئ حقوق کیلئے کرنے کی اجازت دی گئی۔ جنگ کی اجازت آزادئ مذہب کے قائم کرنے کے لئے دی گئی اور وہ بھی اس صورت میں جب دشمن حملہ کرے تو اس کا جواب دو۔ عیسائیوں کے گرجوں کی حفاظت کے لئے بھی کہا گیا۔ اسی آیت میں یہودیوں کے معابد کی حفاظت کے لئے بھی کہا گیا، راہب خانوں کی حفاظت کے لئے بھی کہا گیا اور مساجد کی حفاظت کے لئے بھی کہا گیا۔ صرف یہ نہیں کہا گیا کہ مسلمان اپنی مسجدوں کی حفاظت کریں بلکہ ہر عبادتگاہ جو کسی بھی مذہب کی ہے مسلمان اس کی حفاظت کریں۔ یہ نہیں کہ ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے ہیں اور ملکوں پر فوجیں چڑھا دو۔ پس یہ اسلام کی خوبصورتی ہے۔ اور اس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ اس طرح فرمائی ہے کہ ”چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانے میں تھوڑے تھے اس لئے ان کے مخالفوں نے بباعث اس تکبر کے جو فطرتاً ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزیں ہوتا ہے جو اپنے تئیں دولت میں، مال میں، کثرت جماعت میں، عزت میں، مرتبت میں، دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا“ لوگ حملے کرتے ہیں۔ کیوں؟ وہ سمجھتے ہیں ہم بڑے دولت مند ہیں، بڑی امیر قوم ہیں۔ ہم بڑی طاقت والے ہیں۔ ہمارے پاس مال بہت زیادہ ہے۔ ہم نے بڑی ترقی کر لی ہے۔ ہمارے بڑے کارخانے ہیں۔ ہمارے دنیا میں کاروبار سب سے زیادہ ہیں۔ ہمارے بنک بہت بڑے بڑے ہیں جنہوں نے دنیا کی معیشت پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہمارا عزت اور مقام بہت زیادہ ہے۔ فرمایا یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برتر خیال کرتے ہیں اُس وقت بھی ایسے لوگ تھے جو کافر تھے اس لئے انہوں نے اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے ”سخت دشمنی کا برتاؤ کیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودہ زمین پر قائم ہو۔“ یعنی اسلام پھیلے۔ ”بلکہ وہ ان راستبازوں کے ہلاک کرنے کے لئے اپنے ناخنوں تک زور لگا رہے تھے اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اٹھا نہیں رکھا تھا۔“ ہر کوشش کر رہے تھے کس طرح ان کو نقصان پہنچایا جائے ”اور ان کو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مذہب کے پیر جم جائیں اور پھر اس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے۔ سو اسی خوف سے جو ان کے دلوں میں ایک رعب ناک صورت میں بیٹھ گیا تھا نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں ان سے ظہور میں آئیں اور انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان کے فخر ان شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے اس پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔“ یہ شرارتیں کر رہے ہیں، شر پھیلا رہے ہیں، فساد پیدا کر رہے ہیں ان کا مقابلہ نہ کرو“ چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے خونوں سے کوچے سرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔ خدا کے پاک اور مقدس رسول کو جس پر زمین اور آسمان سے بے شمار سلام ہیں بارہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا مگر اس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی اور ان صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا ایک شکار سمجھ لیا۔ تب اُس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گذر جائے اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے مَیں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں اور مَیں خدائے قادر ہوں، ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا اور اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے کہ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ۔ اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ۔ یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سن لی اور ان کو مقابلہ کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے جو مظلوم کی مدد کرے...... مگر یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا“ (اس وقت کے لئے مختص تھا۔ ایک محدود زمانے کے لئے تھا جب یہ ظلم ہو رہے تھے۔ ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔) فرمایا ”ہمیشہ کے لئے نہیں تھا بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا جبکہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔“ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 5 تا 6)

پس آج اگر مسلمان بھی جہاد کے نام پر حملے کر رہے ہیں، خودکش حملے کر رہے ہیں تو یہ سب ظلم ہیں۔ اس کی قطعاً کوئی اجازت اسلام نہیں دیتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”یعنی اگر خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہ ہوتی کہ بعض کو بعض کے ساتھ دفع کرتا“ یعنی کہ ختم کرتا ”تو ظلم کی نوبت یہاں تک نہ پہنچتی کہ گوشہ گزینوں کے خلوت خانے ڈھائے جاتے اور عیسائیوں کے گرجے مسمار کئے جاتے اور یہودیوں کے معبد نابود کئے جاتے اور مسلمانوں کی مسجدیں جہاں کثرت سے ذکر خدا ہوتا ہے منہدم کی جاتیں۔“ اگر ظلم اس حد تک پہنچتا، اگر ظلم کو روکا نہ جاتا تو پھر یہی ہونا تھا کہ اس ظلم کی وجہ سے عیسائیوں کے گرجے بھی گرائے جاتے۔ یہودیوں کے معبد بھی گرائے جاتے۔ مسجدیں بھی گرائی جاتیں۔ یہ ساری عبادتگاہیں اور مسلمانوں کی مسجدیں جہاں کثرت سے ذکر خدا ہوتا ہے منہدم کی جاتیں۔ فرمایا کہ ”اس جگہ خدا تعالیٰ یہ ظاہر فرماتا ہے کہ ان تمام عبادت خانوں کا مَیں ہی حامی ہوں اور اسلام کا فرض ہے کہ اگر مثلاً کسی عیسائی ملک پر قبضہ کرے تو ان کے عبادت خانوں سے کچھ تعرض نہ کرے۔“ (ان کو نہ چھیڑو) ”اور منع کر دے کہ ان کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں۔“ (گرجے گرائے نہ جائیں) ”اور یہی ہدایت احادیث نبویہ سے مفہوم ہوتی ہے۔ کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ کوئی اسلامی سپہ سالار کسی قوم کے مقابلہ کے لئے مامور ہوتا تھا تو اس کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت خانوں اور فقراء کے خلوت خانوں سے تعرض نہ کرے۔“ (ان کو نہ چھیڑے) ”اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کس قدر تعصب کے طریقوں سے دُور ہے کہ وہ عیسائیوں کے گرجاؤں اور یہودیوں کے معبدوں کا ایسا ہی حامی ہے جیسا کہ مساجد کا حامی ہے۔ ہاں البتہ اس خدا نے جو اسلام کا بانی ہے یہ نہیں چاہا کہ اسلام دشمنوں کے حملوں سے فنا ہو جائے بلکہ اس نے دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے اور حفاظت خود اختیاری کے طور پر مقابلہ کرنے کا اِذن دیا ہے۔“ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 393 تا 394) دفاعی جنگ کی اجازت ہے اور حفاظت کے لئے اجازت ہے۔

پس یہ خوبصورتی ہے اسلام کی جنگوں کی اجازت کی لیکن اس اجازت میں بھی جو اصول و ضوابط اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں وہ بھی ایک سنہرا لائحہ عمل ہے۔ مذہبی آزادی کے قائم رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے کہ وَقٰتِلُوۡہُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَۃٌ وَّیَکُوۡنَ الدِّیۡنُ لِلّٰہِ فَاِنِ انۡتَہَوۡا فَلَا عُدۡوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ (البقرۃ:194) اور ان سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اختیار کرنا اللہ کی خاطر ہو جائے۔ پس اگر وہ باز آ جائیں تو زیادتی کرنے والے ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی۔ ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی۔ یعنی وہ زیادتی کرنے والے باز آ جائیں تو پھر زیادتی نہیں کرنی۔ یعنی مذہبی آزادی کی اجازت ہے جو بھی دین کو اختیار کرنا چاہتا ہے وہ اختیار کرنے کی اس

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination
for royal weddings & celebrations.
2-14-122/2-B, Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

کو اجازت ہے۔ اگر دین کو اختیار کرنے سے کوئی روکتا ہے تو وہاں اس ظالم کے ہاتھ کو روکنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی یعنی اس حد تک اس کا مقابلہ کرو کہ ان کی بغاوت دور ہو جائے اور دین کی روکیں اٹھ جائیں اور حکومت اللہ کے دین کی ہو جائے۔ (جنگ مقدس، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 255) پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ’’یعنی عرب کے ان مشرکوں کو قتل کرو یہاں تک کہ بغاوت باقی نہ رہ جاوے اور دین یعنی حکومت اللہ تعالیٰ کی ہو جائے۔ اس سے کہاں جبر نکلتا ہے۔ اس سے تو صرف اس قدر پایا جاتا ہے کہ اس حد تک لڑو کہ ان کا زور ٹوٹ جائے اور شرارت اور فساد اٹھ جائے اور بعض لوگ جیسے خفیہ طور پر اسلام لائے ہوئے ہیں ظاہر بھی اسلامی احکام ادا کرسکیں۔‘‘ بعض خوف کے مارے ان ظالموں کے خوف کی وجہ سے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے تھے تو اس لئے ان کے ظلموں کو روکو تا کہ دینی آزادی ان میں قائم ہو جائے، اگر کوئی مسلمان ہونا چاہتا ہے تو ہو جائے۔ ’’اگر اللہ جلّ شانہٗ کا ایمان بالجبر منشاء ہوتا...... تو پھر جزیہ اور صلح اور معاہدات کیوں جائز رکھے جاتے۔‘‘ قرآن کریم میں جو حکم ہیں غیر مسلموں کیلئے جزیہ کیلئے، جنگوں میں صلح کیلئے، معاہدات کیلئے ان کو کیوں رکھا جاتا۔ ’’اور کیا وجہ تھی کہ یہود اور عیسائیوں کیلئے یہ اجازت دی جاتی کہ وہ جزیہ دے کر امن میں آ جائیں‘‘ جو مسلمان حکومتوں کے اندر آتے تھے ’’اور مسلمانوں کے زیر سایہ امن کے ساتھ (زندگی) بسر کریں۔‘‘

(جنگ مقدس، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 263)

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ۔ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (النحل:127) اور اگر تم سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تم پر زیادتی کی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو یقینا صبر کرنے والوں کے لئے یہ بہتر ہے۔ زیادتی پر صبر اور بات چیت کے ذریعہ سے مسئلہ کا حل کرنے کا حکم ہے۔ لیکن اگر دشمن اپنی انتہا پر پہنچ گیا ہے تو پھر اس اصول کو مدّنظر رکھو کہ سزا اصلاح کے لئے دو، ظلم کے لئے نہیں۔ سختی کا جواب سختی سے اصلاح کے لئے دو۔ لیکن جب معاملہ ختم ہو جائے تو پھر اپنا زیر نگیں کر کے پھر سینکشن (sanction) لگا کر ان پر ظلم نہ کرو کیونکہ اس کے نتیجہ میں پھر بدامنی پیدا ہوگی، frustration پیدا ہوگی، بے چینیاں پیدا ہوں گی اور پھر ایک فساد برپا ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (البقرۃ:191) اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقینا اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے۔ اللہ اکبر کا نعرہ جب ہم لگاتے ہیں تو وہ اسی محبت کا اظہار ہے جو ایک مومن کو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میری محبت چاہتے ہو تو حد سے زیادہ نہ بڑھو کیونکہ زیادتی سے پھر ظلم بچے دینے شروع کر دیتا ہے۔ ایک زیادتی کے بعد دوسری زیادتی شروع ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر اگلا بھی مقابلہ کرتا ہے اور دنیا کا امن برباد ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی مختلف جگہوں پر وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’یعنی خدا کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ لڑو جو لڑنے میں سبقت کرتے ہیں اور تم پر چڑھ چڑھ کر آتے ہیں مگر ان پر زیادتی نہ کرو اور تحقیقاً یاد رکھو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا‘‘۔ پھر آپ نے فرمایا ’’اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ تمہیں قتل کرنے کے لئے آتے ہیں ان کا دفع شر کیلئے مقابلہ تو کرو مگر کچھ زیادتی نہ کرو‘‘۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 392)

پھر فرماتے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جس طرح اور جن آلات سے کفار لوگ تم پر حملہ کرتے ہیں انہی طریقوں اور آلات سے تم ان لوگوں کا مقابلہ کرو۔ اب ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے حملے (جو آجکل ہیں) اسلام پر تلوار سے نہیں ہیں بلکہ قلم سے ہیں‘‘ (اس زمانے میں جہاد کی باتیں کرتے ہیں۔ اسلام کو ختم کرنے کے لئے اسلام پر تلوار سے حملہ نہیں ہو رہا بلکہ دوسرے ذرائع سے ہو رہا ہے۔ لٹریچر ہے، دوسرے ذریعہ سے ہیں، میڈیا ہے۔) ’’لہٰذا ضرور ہے کہ ان کا جواب قلم سے دیا جائے۔‘‘ (یا جو طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں اس طریقے سے دیا جائے۔) ’’اگر تلوار سے دیا جاوے گا تو یہ اعتداء ہوگا‘‘۔ (یہ ناجائز ہوگا، یہ زیادتی ہوگی) ’’جس سے خدا تعالیٰ کی صریح ممانعت قرآن شریف میں موجود ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔‘‘

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 300، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے اسلام کے احکامات کی خوبصورتی۔ بہت ساری باتوں میں سے یہ چند باتیں ہیں جو مَیں نے بیان کی ہیں۔ اسلام کی عدل اور انصاف اور دنیا میں امن قائم کرنے اور قائم رکھنے اور جنگوں کی اجازت اور ان کو روکنے کے مقصد اور جنگوں کے اصول وضوابط کی کچھ تفاصیل جو ہمیں قرآن کریم نے جیسا کہ مَیں نے کہا بتائی ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل سے ثابت ہوتی ہیں۔ جب بھی دشمن شرارتیں کرتا تھا تو آپؐ ہر فوج جو دشمن کی سرکوبی کے لئے بھیجتے تھے اسے یہ ہدایت فرما دیتے تھے کہ راہبوں کو، عورتوں کو، بچوں کو اور پادریوں کو اور ہر اس شخص کو کچھ نہیں کہنا جو تمہارے ساتھ براہ راست جنگ نہیں کر رہا۔ کوئی درخت نہیں کاٹنا۔ قیدیوں سے نرمی کا سلوک کرنا ہے۔ اور یہی عمل خلفائے راشدین سے ثابت ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد 9، صفحہ 154، جماع ابواب السیر باب ترک قتل من لا قتال فیہ ...... حدیث 18666 مکتبۃ الرشد الناشرون ریاض 2004ء) (المعجم الکبیر للطبرانی جلد 22 صفحہ 393 من یکنی ابا عزیز حدیث 977 دار احیاء التراث العربی بیروت 2002ء) لیکن آج کل بمبارمنٹ جب ہوتی ہے تو بلا امتیاز ہسپتالوں میں مریضوں کو بھی مارا جا رہا ہوتا ہے، عمارتوں کے نیچے بچوں کو مارا جا رہا ہوتا ہے۔ کوئی کسی طرف سے ظلم ہو رہا ہے، کوئی کسی طرف سے ظلم ہو رہا ہے۔ اب کھنڈرات میں سے جب یہ جو گرے ہوئے مکانوں کا ملبہ ہے ان میں سے نکالتے ہیں تو بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے بچے، دو دو تین تین مہینے کے بچے نکل رہے ہوتے ہیں۔ یہ ظلم کی انتہا ہے جو ہو رہی ہے۔ لیکن اسلام اس بات سے منع کرتا ہے۔

پس یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جسے ہمیں آجکل دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہاں صحافی نے مجھے سوال کیا تھا کہ کس طرح کینیڈین قوم کو پتا چلے کہ اسلام شدت پسند مذہب نہیں ہے اور کس طرح پتا چلے کہ آج دنیا کی اس بھیانک صورتحال کا حل اسلام میں ہے۔ تو یہ کام یہاں کے رہنے والے ہر احمدی کا ہے کہ دنیا کو بتائیں کہ اسلام تو محبت پیار اور بھائی چارہ سکھاتا ہے اور اگر اسلام کے نام پر کوئی ظلم ہوتا ہے تو وہ اس کی تعلیم کے خلاف چل کر ہو رہا ہے۔ آج اگر دنیا کے بچاؤ کیلئے کوئی حل ہے تو اسلام کے پاس ہے۔ نہ ہی اسلام سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت ہے نہ ہی اس خیال کو دل میں جگہ دینے کی ضرورت ہے کہ مذہب فتنہ وفساد کی وجہ ہے یا دنیا کا امن وسکون مذہب کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے۔ کسی مذہب نے فساد کی اجازت نہیں دی۔ آج اگر دنیا امن چاہتی ہے، اپنی بقا چاہتی ہے، اپنے بچوں کو اپاہج ہونے سے بچانا چاہتی ہے اور معذور پیدا ہونے سے بچانا چاہتی ہے تو اسلام احمدیت ہی اس کا حل ہے اور اس زمانے کے امام کے ساتھ تعلق جوڑنے میں ہی دنیا کی بقا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حق ہم نے ان کو بتانا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کا حق ادا کرو تو تمہاری بقا ہے۔ پس اس کیلئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو بہت کوشش کی ضرورت ہے۔ بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ لیکن کوششیں بھی اس وقت کامیاب ہوتی ہیں، دعائیں بھی اس وقت قبول ہوتی ہیں جب ہمارے عمل بھی اس کے مطابق ہوں۔ پس ہر احمدی کو اپنے گھروں میں بھی انصاف کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے کام کی جگہوں پر بھی انصاف اور عدل قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے محلے اور شہر میں بھی اعلیٰ معیار انصاف اور عدل کے قائم کرنے کی ضرورت ہے تا کہ دنیا دیکھے کہ یہ ہیں وہ لوگ جو دنیا کے حقیقی نجات دہندہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا کو پتا لگے کہ یہی ہمارے حقیقی خیرخواہ ہیں اور دنیا کے امن کا مستقبل اب انہی لوگوں سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی آپ کو توفیق دے۔

(احباب نعرے لگا رہے تھے کہ حضور انور نے فرمایا) السلام علیکم۔ ابھی پہلے دعا کر لیں۔ خاموش۔ ذرا دعا کر لیں۔ پہلے دعا کر لیں۔ (دعا)

......☆......☆......

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلے ذرا اپنی یہ حاضری بھی سن لیں۔ ایک منٹ ذرا جوش میں نعرے بند کر دیں۔ حاضری سن لیں۔ امیر صاحب نے جو حاضری کی فگر (figure) دی ہے وہ اس وقت پچیس ہزار نو سو ساٹھ (25960) ہے۔ تیرہ ہزار دو سو اکاون (13251) مرد، بارہ ہزار سات سو نو (12709) عورتیں اور اس وقت یہاں بتیس ممالک کی نمائندگی ہو رہی ہے۔ اور بیرون کینیڈا سے آئے ہوئے مہمانوں کی تعداد چار ہزار تین سو انیس (4319) ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ جلسہ مبارک کرے اور آپ لوگوں نے جو کچھ یہاں سنا اور دیکھا اور سیکھا اس کو اللہ تعالیٰ آپ کے دل اور دماغ میں قائم بھی رکھے اور عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور خیریت سے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے گھروں میں واپس بھی لے کر جائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 24 مارچ 2017)

......☆......☆......☆......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
سنت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آدمی اپنے
مہمان کو گھر کے دروازے تک جا کر الوداع کہے۔ (سنن ابن ماجہ)

طالب دعا: ایڈووکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو قرآن پڑھتا اور سمجھتا ہے وہ غنی ہے اس کو کسی غربت کا ڈر نہیں۔
(سنن سعید بن منصور)

طالب دعا: فیملی و افراد خاندان مکرم ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم، حیدر آباد

نماز جنازہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 جولائی 2017 کو صبح 11:30 بجے محمود ہال (مسجد فضل لندن) میں تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم منور احمد صاحب

(ابن مکرم عبداللطیف صاحب مرحوم، ارلز فیلڈ، یو۔کے)

17 جولائی کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ گزشتہ پچاس سال سے ارلز فیلڈ جماعت کے ممبر تھے۔ آپ کو اپنے حلقہ میں کئی سال تک زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ سال کے شروع میں ہی اپنا سارا چندہ ادا کر دیا کرتے تھے۔ بہت مخلص، نیک اور دعاگو انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ شمیم اعظم صاحبہ

(اہلیہ مکرم اعظم علی صاحب ربوہ)

17 جون 2017 کو 56 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ نے 1982 میں بیعت کی اور اپنے عہد بیعت کو بڑی وفا کے ساتھ نبھایا۔ نہ صرف اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کیا بلکہ کئی اور بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھایا۔ کئی یتیم بچوں کی شادیاں کروائیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، جماعتی خدمت اور ہمدردیٔ خلق کے جذبہ سے سرشار، نظام جماعت اور خلافت کی اطاعت گزار، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات اور دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپکے شوہر کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نجیب احمد صاحب واقف زندگی ہیں جو آجکل صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کمپیوٹر سیکشن میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب

(آف دار الفضل شرقی، ربوہ)

9 مارچ 2017 کو 98 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ حضرت میاں رحیم بخش صاحب اور حضرت راج بی بی صاحبہ کے بیٹے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، انتہائی متوکل اور صابر و شاکر انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرمہ امۃ المغل صاحبہ

(بنت مکرم غلام محمد صاحب، حیدرآباد، سندھ)

11 مارچ 2017 کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور دیگر مالی تحریکات میں بھی حصہ لیتی تھیں۔ حضور انور کے خطبات باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔ سائلوں کی کچھ نہ کچھ ضرور مدد کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم فاتح الدین صاحب مربی سلسلہ کی خوش دامنہ تھیں۔

(4) مکرمہ صابرہ بیگم صاحبہ

(اہلیہ مکرم چوہدری نصیر احمد باجوہ صاحب مرحوم، لاہور)

26 جون 2017 کو 93 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحبؓ (آف داتہ زید کا) کی بیٹی اور حضرت چوہدری محمد عبد اللہ خان صاحب (آف کالروالا، سیالکوٹ) کی بہو تھیں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ بہت ملنسار، مہمان نواز، مخلص اور بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرم مانگے خان صاحب

(صدر جماعت ملک پور ہریانہ، انڈیا)

30 جون 2017 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ 2000 میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ آپ نے مقامی جماعت میں صدر کے علاوہ ناظم انصار اللہ ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے اندر جماعتی خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ باوجود مخالفت کے معلم صاحب کی رہائش کیلئے اپنا گھر پیش کیا۔ 2010 میں جب مقامی مشن ہاؤس لیا گیا تو اس وقت بڑی شدید مخالفت ہوئی جس کا آپ نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرم عبد الحیٔ آرائیں صاحب (ابن مکرم دین محمد صاحب مرحوم، ناصر آباد فارم، عمر کوٹ، سندھ)

12 جون 2017 کو تقریباً 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ کے دادا حضرت باغ دین صاحب اور نانا حضرت مولوی فتح دین صاحب دونوں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر محمود آباد فارم میں آباد ہوئے۔ بعد میں اپنی زمین پر ناصر آباد شفٹ ہو گئے اور وفات تک وہیں رہائش پذیر رہے۔ ناصر آباد میں آپ کو زعیم انصار اللہ، سیکرٹری اصلاح وارشاد اور سیکرٹری امور عامہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ خلافت کے شیدائی، نماز باجماعت کے پابند، مالی قربانی کرنے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(7) مکرم مرزا محمد الیاس بیگ صاحب

(ڈرگ روڈ، کراچی)

26 جون 2017 کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی میں لمبا عرصہ قائد خدام الاحمدیہ رہے۔ اس کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرمہ نزہت ظفر صاحبہ، امریکہ

(اہلیہ مکرم ظفر احمد شاد صاحب مرحوم آف کوئٹہ)

30 مئی 2017 کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ حضرت قاضی زین العابدین صاحب کی پوتی اور حضرت منشی سراج الدین صاحب کی نواسی تھیں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعاگو، خلافت سے دلی عقیدت رکھنے والی بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور 9 نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم بدر الزمان زاہد صاحب (کارکن وکالت مال لندن) کی ہمشیرہ تھیں۔

(9) مکرم قمر الزمان عابد صاحب

(آف کوئٹہ، حال لائیڈ منسٹر، کینیڈا)

24 جون 2017 کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ کے دادا حضرت قاضی زین العابدین صاحب اور نانا حضرت منشی سراج الدین صاحب، دونوں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ آپ کو کوئٹہ میں قائد خدام الاحمدیہ کے علاوہ سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 1983 میں کراچی شفٹ ہو گئے اور وہاں اپنے حلقہ کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ 2008 میں کینیڈا شفٹ ہو گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعاگو، خلافت سے والہانہ عشق رکھنے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(10) مکرمہ سکینہ بی بی صاحبہ

(اہلیہ مکرم شمشاد احمد صاحب، صدر جماعت فتح پور ضلع لیہ)

یکم جولائی 2017 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ کے دادا حضرت روشن دین صاحب اور نانا حضرت نبی بخش صاحب دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ نے اپنے بچوں کے علاوہ غیر از جماعت بچوں کو بھی قرآن کریم کی تعلیم دی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ملنسار، سادہ مزاج، غریب پرور، بہت مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(11) مکرم ملک محمود احمد صاحب (آف ٹورانٹو، کینیڈا)

8 جولائی 2017 کو وفات پا گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ نے گوجرانوالہ میں لمبا عرصہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی اور بطور وکیل جماعتی مقدمات کی بڑی جرأت کے ساتھ پیروی کرتے رہے۔ آپ بہت دلیر اور بہادر انسان تھے۔ گوجرانولہ میں شدید مخالفت کے باوجود بڑی بہادری سے اپنے احمدی ہونے کا اظہار کیا کرتے تھے۔ نماز باجماعت کے پابند، غرباء کے ہمدرد، بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت اور نظام جماعت سے بہت پیار اور عقیدت کا تعلق تھا۔ واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے تھے۔ اسی طرح اپنے ملازمین کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(12) مکرم ملک محمد خان صاحب

(سابق کارکن حفاظت خاص ربوہ)

6 جولائی 2017 کو 95 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ 1971 میں آرمی سے ریٹائر ہونے کے بعد حفاظت خاص کے عملہ میں شامل ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مکرم ناصر احمد بہادر شیر صاحب کی وفات پر آپ کو افسر حفاظت مقرر کیا اور 1986 تک آپ نے یہ ذمہ داری بخوبی نبھانے کی توفیق پائی۔ خلفائے احمدیت کے ساتھ ان کا ایک پیار کا تعلق تھا جس کا گھر میں بچوں کے سامنے ذکر کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے محلہ دار الیمن وسطی کے صدر کے طور پر بھی 26 سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ 1970 سے لے کر آخری عمر تک اپنے گھر کے اور محلہ کے بچوں کو نماز باترجمہ، سترہ آیات، قرآن کریم باترجمہ پڑھاتے رہے۔ مربیان کی بہت عزت کرتے تھے۔ نماز ہمیشہ مسجد میں جا کر باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت اور دعائیں اونچی آواز میں پڑھا کرتے تھے۔ غریبوں اور بیواؤں کے ہمدرد اور حقوق العباد کی احسن رنگ میں ادائیگی کرنے والے بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد صادق ناصر صاحب (لائبریرین خلافت لائبریری ربوہ) کے والد تھے۔

(13) مکرم چوہدری عبد الغنی صاحب

(ابن مکرم چوہدری غلام محمد صاحب، اسلام آباد)

26 مارچ 2017 کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ 1974 میں ان کے خاندان کے بعض افراد جماعت سے پیچھے ہٹ گئے مگر آپ بڑی استقامت کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ آپ کی لاہور میں موٹر ورکشاپ تھی جہاں اکثر مخالفت کا سامنا رہا جس کی وجہ سے لاہور چھوڑ کر اسلام آباد شفٹ ہو گئے تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور صدقہ وخیرات کرنے والے ہمدرد انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین

”حصول دُنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دُنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مئی 2017)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین

”ہم حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم عارضی اور دُنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مئی 2017)

طالبِ دُعا: بشیر احمد مشتاق (صدر جماعت احمدیہ حلقہ اِرم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

جماعتی رپورٹیں

جماعت احمدیہ بھاگلپور میں جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد

جماعت احمدیہ بھاگلپور میں مورخہ 23 جولائی 2017 کو ٹاؤن ہال میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد کیا گیا۔ پٹنہ ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس اور موجودہ سُپر ویژن کمیشن کے چیئرمین جناب امریش کمارلال صاحب خاکسار کی دعوت پر بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ اسی طرح گیا، پٹنہ اور دیگر علاقوں سے مختلف مذاہب کے مقررین بھی جماعتی دعوت پر اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم یامین خان صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ مکرم دانش انور صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا کلام ’’اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا‘‘ خوش الحانی سے پڑھ کر سُنایا۔ بعدہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیس سمپوزیم 2017 کا خطاب دکھایا گیا۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کے موضوع پر کی۔ بعدازاں دیگر مذاہب کے نمائندگان نے باری باری اپنے اپنے مذاہب کی تعلیمات کی روشنی میں خطاب کیا۔ محترمہ کرشنا دیوی صاحبہ عرف رامائنی دیوی نے سناتن دھرم، پروفیسر ڈاکٹر محمد فاروق علی صاحب وائس چانسلر بی این منڈل یونیورسٹی مدھو پورہ نے اسلام، جناب پراگیہ دیپ صاحب نے بودھ دھرم، فادر ریونڈ رسوشیل مودی صاحب نے رومن کیتھولک چرچ، سردار اوتار سنگھ صاحب نے سکھ دھرم، جناب سنیل جین صاحب بہار، بنگال اڑیسہ جین تیرتھ کے وزیر نے جین دھرم اور مکرم نصیر الحق صاحب مبلغ سلسلہ نے مذہب اسلام کی امن بخش تعلیمات کی روشنی میں خطاب کیا۔ جناب فادر واگش جی، پرکاش چند گپتا جی، پروفیسر رنجن جی، ڈاکٹر رتن منڈل جی، ڈاکٹر وینا یادو جی سابق میئر وغیرہ معززین شہر نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تمام معززین کو جماعتی کتب اور شال کا تحفہ پیش کیا گیا۔ اختتامی خطاب میں خاکسار نے تمام معززین کا شکریہ ادا کیا، خصوصاً بھاگلپور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا جنہوں نے خاکسار کی درخواست اور مکرم خلیل احمد صاحب آئی۔اے۔ایس (کلکتہ) کی وساطت سے ٹاؤن ہال کی عمارت بلا معاوضہ فراہم کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ کی کل حاضری 800 سے زائد رہی۔ الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کے ذریعہ اس جلسہ کی وسیع پیمانے پر تشہیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔

(سید عبدالباقی، امیر جماعت احمدیہ بھاگلپور، بہار)

بھدرواہ میں تربیتی کیمپ اور ہومیوپیتھی ڈسپنسری کا افتتاح

جماعت احمدیہ بھدرواہ صوبہ جموں کشمیر میں مورخہ 13 جولائی 2017 کو بعد نماز مغرب مکرم سلطان احمد ظفر صاحب ناظم ارشاد وقف جدید کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم رفیق احمد بیگ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدمت خلق کے موضوع پر تقریر کی نیز ہیومینٹی فرسٹ بھارت کا تعارف اور اس کی خدمات کا تذکرہ کیا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ بعدہ مکرم رفیق احمد بیگ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے ہومیوپیتھی ڈسپنسری کا افتتاح کیا۔

(عبدالحفیظ احمد فانی، صدر جماعت بھدرواہ)

کاندی سب ڈویژن، ضلع مرشد آباد میں عید ملن تقریب

جماعت احمدیہ کاندی سب ڈویژن ضلع مرشد آباد میں مورخہ 22 جولائی 2017 کو ہمالیہ لاج میں مکرم غلام مصطفیٰ صاحب امیر ضلع مرشد آباد کی زیر صدارت عید ملن تقریب کا انعقاد ہوا۔ مکرم مولانا منیر احمد خادم صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم عطاء الرحمٰن صاحب نائب امیر ضلع مرشد آباد نے جماعت احمدیہ اور امن عالم کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ سرلال صاحب آف انند مارگ آشرم کاندی، مکرم نسیم جہاں صاحب پروفیسر کاندی راج کالج، مکرم انعام الحسین صاحب استاد بھرتپور عالیہ ہائی اسکول، مکرم ابوطاہر منڈل صاحب مبلغ انچارج مرشد آباد اور مکرم مولانا منیر احمد خادم صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(ظہیر الحسن، نائب مبلغ انچارج حلقہ سانکوگھاٹ)

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ سرینگر

مجلس انصاراللہ سرینگر نے مورخہ 23 جولائی 2017 کو اپنے لوکل سالانہ اجتماع کا انعقاد کیا۔ پروگرام کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس ہوا۔ بعد نماز ظہر مکرم نصیر الدین وانی صاحب امیر جماعت احمدیہ سرینگر کی زیر صدارت افتتاحی پروگرام کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد نائک صاحب نے کی۔ عہد انصاراللہ خاکسار نے دہرایا۔ نظم مکرم ڈاکٹر رفیع احمد وانی صاحب نے پڑھی۔ بعدہ مکرم غلام نبی نیاز صاحب سابق مبلغ انچارج سرینگر نے انصار کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ بعدازاں علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ امسال پہلی مرتبہ ورزشی مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے۔ شام پانچ بجے خاکسار کی زیر صدارت اختتامی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم بشیر احمد مشتاق صاحب نے کی۔ نظم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب نے پڑھی۔ عہد انصاراللہ مکرم ڈاکٹر وسیم باری ٹاک صاحب نے دہرایا۔ مکرم خورشید احمد وانی صاحب صدر اجتماع کمیٹی نے شکریہ احباب پیش کیا۔ بعدہ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کو انعامات دیئے گئے۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(محمد سلیم زاہد زعیم مجلس انصاراللہ سرینگر)

گیارہواں سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بیر بھوم

مورخہ 6 اگست 2017 کو مجلس انصاراللہ ضلع بیر بھوم صوبہ بنگال نے اپنا گیارہوں سالانہ اجتماع منعقد کیا۔ افتتاحی اجلاس مکرم شمشیر علی صاحب امیر ضلع بیر بھوم کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم مصلح الدین سعدی صاحب بطور نمائندہ مجلس انصاراللہ بھارت شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم علی اکبر صاحب نے کی۔ عہد انصاراللہ مکرم مصلح الدین سعدی صاحب نے دہرایا۔ مکرم حضرت علی صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہ مکرم مصلح الدین سعدی صاحب نے اجتماع کی غرض وغایت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ بعدہ انصاراللہ کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اختتامی اجلاس میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

(شیخ محمد علی، مبلغ انچارج بیر بھوم بنگال)

جماعت رائچور میں رمضان المبارک کے لیل ونہار

جماعت احمدیہ رائچور صوبہ کرناٹک میں ماہ رمضان میں احباب جماعت نے نہایت خلوص کے ساتھ روزے رکھے اور فرض نمازوں، نماز تراویح اور درس وتدریس میں شامل ہوئے۔ مختلف تربیتی اجلاسات کے ذریعہ احباب کو رمضان کی اہمیت کے بارے میں بتایا گیا۔ وقار عمل کے ذریعہ مسجد اور قبرستان کی صفائی کی گئی۔ احباب جماعت نے ایم ٹی اے سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ روزانہ سحری اور افطاری کے وقت خدام نے بڑھ چڑھ کر ڈیوٹیاں دیں۔ خصوصاً سحری کے وقت گھر گھر جا کر لوگوں کو نماز تہجد کے لئے جگایا۔ مورخہ 26 جون 2017 کو صبح دس بجے نماز عید ادا کی گئی۔

(شیخ بشارت احمد، مبلغ انچارج رائچور کرناٹک)

جماعت احمدیہ شولا پور کی تبلیغی وتربیتی مساعی

جماعت احمدیہ شولا پور صوبہ مہاراشٹر میں مورخہ 16 جولائی 2017 کو مکرم مظفر احمد ناصر صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید ونظم کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پر مشتمل ایک ڈاکومنٹری دکھائی گئی۔ بعدہ صدر جلسہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اسی روز شام تین بجے ایک مجلس سوال وجواب منعقد کی گئی جس میں احمدی احباب کے علاوہ چند غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ مکرم مولانا مظفر احمد ناصر صاحب نے سامعین کے سوالوں کے جواب دیئے۔ مورخہ 17 جولائی کو جماعت احمدیہ عثمان آباد میں بعد نماز ظہر ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد اصلاح اعمال کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ دکھایا گیا۔ بعدہ مکرم مولانا مظفر احمد ناصر صاحب نے مختلف تربیتی پہلوؤں پر تقریر کی۔ مورخہ 18 جولائی کو جماعت احمدیہ سانگلی میں مکرم مولانا صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد صدر جلسہ نے امام مہدی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں بیان کیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کیے۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(شیخ اسحاق، مبلغ انچارج شولا پور وسانگلی)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Baseer Ahmed +91-95053-05382
CCTV FOR HOME SECURITY
Santosh Nagar, Hyderabad
baseernafe.ahmed@gmail.com
طالب دعا : بصیر احمد
جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ، ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 8360: میں طارق احمد بی صاحب ولد مکرم بشیر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 30 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: احمدیہ مسجد بنارس، S-16/74 ندیسور، بنارس، صوبہ یو.پی، مستقل پتا: Chetteyan Thodi House الانلور، پالاکڈ، صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/مئی 2017 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان　　العبد: طارق احمد بی　　گواہ: شمشاد احمد ظفر

مسل نمبر 8361: میں شبنہ .وی.پی زوجہ مکرم طارق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 25 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: احمدیہ مسجد بنارس، S-16/74 ندیسور، بنارس، صوبہ یو.پی، مستقل پتا: Chetteyan Thodi House الانلور، پالاکڈ، صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/مئی 2017 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/1,50,000 روپئے، زیور طلائی: 1 چین 40 گرام، 1 جوڑی پازیب 36 گرام، 1 بریسلٹ 8 گرام، بالیاں 1 جوڑی 8 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)، 3 انگوٹھی اور 1 لاکٹ ہیرے کا۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شمشاد احمد ظفر　　الامۃ: شبنہ .وی.پی　　گواہ: محمد بشارت خان

مسل نمبر 8362: میں میمونہ اختر زوجہ مکرم مختار احمد محمود بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 41 سال پیدائشی احمدی، ساکن بڈھانوں ڈاکخانہ ریکی بات ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22/مئی 2017 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 1 ہار، 1 جوڑی کانٹے، 1 انگوٹھی (کل وزن 2 تولہ 22 کیریٹ)۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد بھٹی　　الامۃ: میمونہ اختر　　گواہ: رضوان احمد بھٹی

مسل نمبر 8363: میں خورشید بیگم زوجہ مکرم عبد الغنی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ لوئر کوٹ ڈاکخانہ این بگلا ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/مئی 2017 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 1 ہار، 1 جوڑی بالی، 1 کوکا (کل وزن 3 تولہ 22 کیریٹ)۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد بھٹی　　الامۃ: خورشید بیگم　　گواہ: رضوان احمد بھٹی

مسل نمبر 8364: میں عرفان احمد گلبرگی ولد مکرم عبد القیوم صاحب گلبرگی، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 33 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 2/7/73 جیناواڑی ڈاکخانہ یادگیر ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2017 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد ملازمت ماہوار -/3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فضل محمد سوداگر　　العبد: عرفان احمد گلبرگی　　گواہ: طارق احمد

مسل نمبر 8365: میں بلال احمد گلبرگی ولد مکرم محمود احمد گلبرگی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 34 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 1/8/57 شاہ پور پیٹ ڈاکخانہ یادگیر ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2017 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فضل محمد سوداگر　　العبد: بلال احمد گلبرگی　　گواہ: طارق احمد

مسل نمبر 8366: میں نائلہ کونل تیر گھر زوجہ مکرم محمد کلیم احمد تیر گھر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 24 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 1/8/58 احمدیہ مسجد شاہ پور پیٹ ڈاکخانہ یادگیر ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2017 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 4.5 تولہ 22 کیریٹ (حق مہر کی رقم سے)، زیور نقرئی: 6 تولہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد کلیم تیر گھر　　الامۃ: نائلہ کونل تیر گھر　　گواہ: طارق احمد

مسل نمبر 8367: میں فریدہ بیگم بنت مکرم پیار الٰہی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالانوار ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20/مئی 2017 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد بٹ　　الامۃ: فریدہ بیگم　　گواہ: شیخ برہان الدین

مسل نمبر 8368: میں امتہ الشافی بنت مکرم محمد صادق صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن دیری الریوٹ ڈاکخانہ دہری الریوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21/مئی 2017 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد بھٹی　　الامۃ: امتہ الشافی بھٹی　　گواہ: رضوان احمد بھٹی

Prop. Mir Ahmed Ashfaq | Cell: 9701226686, 7702164917, 7702164912

A.S.
WEIGH BRIDGE
100 TONS ELECTRONIC TRAILER
WEIGH BRIDGE
NATIONAL HIGHWAY 44, KURNOOL ROAD, JEDCHARLA

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ 20

دست مقروض کو قرضہ کی ادائیگی میں مہلت دی یا معاف کر دیا تو قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمائے گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اگر وہ کسی تنگ دست شخص کو دیکھتا تو اپنے ملازموں کو کہتا کہ اس سے صرف نظر کرو شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی صرف نظر فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس سے صرف نظر فرمایا۔ پس جن کو توفیق ہو ان کو چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہو سہولت مہیا کریں بجائے اس کے کہ لڑائی جھگڑوں اور عدالتوں میں فضول وقت ضائع کریں اور رقم خرچ کریں۔ لیکن اسلام صرف یہی نہیں کہتا کہ قرض دینے والے اور حق لینے والے یہ سہولتیں دیں اسلام ایک ایسا معاشرہ قائم کرتا ہے اور ہر ایک فریق کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے جس سے دلوں کی نفرتیں دور ہوں اور امن بھی قائم ہو۔ اس لئے جس کے ذمہ حق کی ادائیگی ہے انہیں بھی بڑی تلقین کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرائط بیعت میں ایک یہ بھی شرط ہے کہ فساد سے بچنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بھی ہمیں ہدایت سے نوازا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دولت مند کا قرض ادا نہ کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو ٹال مٹول کرنے والے کا پیچھا کرنے کو کہا جائے تو چاہئے کہ اس ٹال مٹول کرنے والے کا پیچھا کرے یعنی پھر مجبور کر کے اس سے دوسروں کا حق دلوایا جائے، قرض ادا کروایا جائے۔ یہاں کوئی نرمی نہیں، کسی سہولت کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کو توفیق ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا کہ قرض ادا کرنے والے کا ٹال مٹول کرنا اس کی آبرو اور اس کی سزا کو حلال قرار دیتا ہے۔ پس نظام جماعت کا فرض ہے کہ ایسے حقوق غصب کرنے والوں کو سزا دے اگر وہ تعاون نہیں کرتے۔ پس جب قضا کے فیصلوں کے مطابق تعمیل نہ کرنے والوں اور حق مارنے والوں کو سزا ملتی ہے تو پھر انہیں شور نہیں مچانا چاہئے کہ ہم سے نرمی کا سلوک نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے رسول نے اسے سزا دیئے جانے کا حق نظام جماعت کو دیا ہے ملکی قانون بھی ایسے لوگوں کو سزا دیتا ہے۔ پھر ایک بڑے انذار اور خوف دلانے والا ارشاد ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جس شخص نے لوگوں سے واپسی کرنے کی نیت سے مال لیا یا قرض لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کروا دے گا اور جو شخص مال کھانے اور تلف کرنے کی نیت سے لے گا اللہ تعالیٰ اسے تلف کر دے گا۔ پس اگر نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ وسائل اور ذرائع پیدا فرما دیتا ہے یا قرض دینے والے کے دل میں نرمی کے جذبات پیدا کر دیتا ہے لیکن اگر نیت ہی نیک نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے سزا دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو عموماً ایسے شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کی جائیداد یا موجود رقم اس قرض کی ادائیگی کی کفایت نہ کرتی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرض سے بچنے کی دعا بھی کیا کرتے تھے بلکہ قرض اور کفر کو آپ نے ملایا ہے۔ چنانچہ ایک روایت ہے صحابی کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں کفر اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قرض کا معاملہ کفر کے برابر کیا جائے گا؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پس یہ وجہ ہے کہ پناہ مانگنی چاہئے اور براہ راست قرض لینے والے بھی حتی الوسع قرض لینے سے بچیں، ان کو بچنا چاہئے اور اگر لے لیا ہے تو پھر ادائیگی کی فکر بھی کرنی چاہئے۔ پس افراد جماعت کو اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نسخہ بتایا۔ مقروض اگر اس پر عمل کریں بہت سارے لوگ لکھتے ہیں قرضوں کے بارے میں تو یہ اس پر عمل کر کے دیکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو استغفار بہت زیادہ کیا کرو دوسرے یہ کہ فضول خرچی چھوڑ دو۔ اکثر قرضے لوگ اس لئے لیتے ہیں کہ فضول خرچی کر رہے ہوتے ہیں خواہشات بڑھا رہے ہوتے ہیں اور تیسرے آپ نے فرمایا کہ اگر ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دے دو۔ بعض لوگ شوق میں قرض لے لیتے ہیں یہ فضول خرچی ہے۔ اگر ایک دفعہ قرض لے لے انسان تو پھر قرضوں میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ پس ان فضول خواہشات سے بچنا چاہئے۔ اسی طرح بہت سارے لوگوں نے کاروبار کرنے شروع کئے کوئی تجربہ نہیں ہے نوجوان ہیں اور کاروبار کے نام پر لوگوں سے رقمیں لے لیں۔ ناتجربہ ہونے کی وجہ سے سارا کاروبار ختم ہو گیا خود بھی محتاج ہو گئے اور لوگوں کے پیسے بھی لے ڈوبے تو ایسے لوگوں کو بھی احتیاط کرنی چاہئے اور دینے والوں کو بھی بجائے اس کے کہ بعد میں شکوے پیدا ہوں اور مقدمے کریں پہلے ہی سوچ سمجھ کر قرضے دینے چاہئیں۔ بہرحال ان چیزوں سے ہمیں بچنا چاہئے تا کہ ایک پرامن معاشرہ ہمارے اندر ہمیشہ قائم رہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں ایک حقیقی مؤمنانہ رنگ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایک پرامن معاشرہ ہم قائم کرنے والے ہوں اور جو اعلیٰ اخلاق ہیں، اعلیٰ معیار ہیں اخلاق کے، جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع رکھی ہے، جن کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی توجہ دلائی ان کو اپنانے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......

UNIKCARE HOSPITAL
Dr. M.A.Razak (MBBS,DNB(Med)FCCP FIAG)
Consulting Physician & Director
New Mallepally, Hyderabad (T.S)
e-mail : drmarazak@rediffmail.com
Mobile : 9866320619 Office :040-23237021

SEELIN® TYRE SAFETY SYSTEM
R. Subba Rao
Telengana Distributor
Mob : 9949412352
9492707352
Prevent Punctures For Tyres with Tubes and Tubeless
RS TRADERS
Office : Flat No G-5, Manikanta Paradise
Dwarakanagar, Boduppi, Rangareddy, Telangana - 500 092
E-mail: seelinhyd@gmail.com website: www.seelin.in

وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
JANIC
CONSTRUCTION PVT. LTD
Mohammad. Janealam Shaikh
E-Mail id : janicconstruction@gmail.com
Mobile No: 09819780243, 07738256287
Res : Mazagaon, Mumbai - 400010

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(صوبہ تلنگانہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail:khalid@alladinbuilders.com

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses

Contact : 9815665277
Proprietor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian
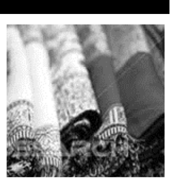
کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 66 Thursday 17-Aug-2017 Issue No. 33

MANAGER
NAWAB AHMAD
Tel. : +91 1872 224757
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.550/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $ - 60 Euro or 80 Canadian Dollar (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

ہم احمدی ایک پر امن معاشرے کے بارے میں جب دنیا کو کہتے ہیں تو ہمیں بھی اپنے ہر معاملے میں معاشرے میں امن قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11/اگست 2017 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (لندن)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہر احمدی جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کرتا ہے، روحانی اخلاقی علمی اعتقادی بہتری کے لئے ایک عہد کرتا ہے اور اس دور میں جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا ہوا ہے اور جماعتی پروگرام جلسے خطبات اور سب سے بڑھ کر عالمی بیعت میں تو ایم ٹی اے اور انٹرنیٹ کے ذریعہ لاکھوں احمدی شامل ہوتے ہیں اس لئے ہر وہ احمدی جو پیدائشی احمدی ہے یا خود بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوا ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں تو بیعت کے عہد کا پتا نہیں ہے۔

پس اگر ضرورت ہے تو اس چیز کی کہ ہم بیعت کرنے کے بعد اس کی تفصیلات جاننے کی کوشش کریں اور بیعت کے عہد کو سامنے رکھیں۔ اگر ہم بیعت کی شرائط میں بیان کردہ اخلاقی بہتری کی شرائط کو ہی سامنے رکھیں تو ہمارے اخلاقی معیار، معاشرتی تعلقات، کاروباری معاملات اور روزمرہ کے لین دین کے معاملات، گھریلو اور عائلی معاملات ان سب میں ایک غیر معمولی بہتری اور بلندی پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو ان معیاروں سے بھی بہت دور ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس تعلق سے اپنی شرائط میں جن باتوں کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں مثلاً جھوٹ نہیں بولنا، ظلم نہیں کرنا، خیانت سے بچنا ہے، نفسانی جوشوں سے مغلوب نہیں ہونا، عام دنیا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں کی وجہ سے ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہیں دینی، تکبر نہیں کرنا، عاجزی اختیار کرنی ہے، ہمیشہ خوش خلقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زندگی بسر کرنی ہے۔ عموماً بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی ہے۔

ہم اگر ان باتوں پر توجہ دیں تو جیسا کہ میں نے کہا ہم اپنے اخلاق کے معیار بڑھا سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم جائزہ لیں تو ہمارے اندر بھی ایک قابل فکر تعداد ایسی ہے جو باوجود بیعت کے عہد کے ان باتوں پر عمل نہیں کرتی۔ جب تک ہم ذاتی طور پر ایسی صورتحال سے نہیں گزرتے جہاں ہمیں اپنے حقوق قربان کر کے یا اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر اعلیٰ اخلاق کو اختیار کرنا ہو، ہم بڑے زور وشور سے یہ کہتے ہیں کہ یقینا ان اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہمیں کرنا چاہئے اور جو یہ نہیں کرتا وہ بڑا ظلم کرتا ہے، لیکن جب ہم براہ راست متاثر ہو رہے ہوں تو ہم میں سے اکثریت ان اخلاق کو بھول جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ قضا کے بعض معاملات جب میرے سامنے آتے ہیں تو جھوٹ اور سچ کو ثابت کرنے کی بجائے حق لینے کی بجائے ہٹ دھرمی اور ضد کا ایسا اظہار ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں ایک مؤمن کا کام ہے کہ جھگڑوں کو طول دینے کی بجائے اپنی ضدوں پر اڑنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر نرمی پیدا کر کے جماعتی نظام یا قضا میں اپنے معاملات لائیں اور کوشش یہ ہو کہ ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں ہم نے ان غلط فہمیوں یا جائز ناجائز شکایتوں کو دور کر کے آپس میں پیار اور محبت سے زندگی گزارنی ہے۔

لیکن اگر جس کے ذمہ حق بنتا ہے اور جس کا حق بنتا ہے دونوں ضدی طبیعت کے مالک ہوں تو پھر چاہے جماعتی نظام ہے یا قضا ہے یا ملکی عدالت بھی ہے یہ سب جیسے بھی انصاف پر مبنی فیصلہ کریں کبھی بھی معاملہ انجام کو نہیں پہنچتا اور جس کے ذمہ حق بنتا ہے بعض دفعہ وہ حق مار جاتا ہے اور حق نہیں دیتا یا فیصلہ تسلیم نہیں کرتا ہے یا پھر مجھے لکھ دیتے ہیں کہ ہم پر بڑا ظلم ہوا ہے آپ خود اس معاملے کو دیکھیں اور یہ شکوے کبھی ختم نہیں ہوتے۔

پس اگر جھگڑوں کو ہم نے احسن رنگ میں نپٹانا ہے تو ضدوں کو چھوڑنے کی ضرورت ہے بلکہ بعض اوقات جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے حق اگر بنتا بھی ہے تو اس حق کے لینے میں دوسرے فریق کو سہولت دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض دفعہ کچھ حد تک حق چھوڑنا بھی پڑ جاتا ہے اس بارے میں اللہ تعالیٰ ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِنۡ کَانَ ذُوۡ عُسۡرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیۡسَرَۃٍ ؕ وَاَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔ اور اگر کوئی تنگ حال ہو کر آئے تو آسائش ہونے تک اسے مہلت دینی چاہئے اور اگر تم اپنے قرض معاف کر دو تو یہ بہت اچھا ہے اگر تم علم رکھتے ہو تمہیں پتا ہونا چاہئے کہ تم پر بھی ایسے حالات آ سکتے ہیں جب مجبوریاں ہوں اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے بہت سے معاملات میں چھوٹ دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ جو تمام طاقتوں کا مالک ہے ہمیں ہمارے معاملات میں پکڑنے لگ جائے تو ہمارا کوئی ٹھکانہ نہ رہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم ایک دوسرے کے معاملات میں نرمی اور سہولت کا سلوک کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مؤمنوں کو بار بار توجہ دلائی ہے کہ تم دنیا میں رحم اور نرمی سے کام لو تو آسمان پر خدا تعالیٰ بھی تم سے رحم کا سلوک کرے گا ورنہ ہمیں ہر وقت یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا بھی ایک دن حساب ہوگا اگر اللہ تعالیٰ صرف حق پر فیصلہ کرنے لگے تو بخشش بڑی مشکل ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کے رحم اور بخشش کو جذب کرنے کے لئے ہمیں دنیا میں اپنے معاملات میں نرمی اور رحم کا سلوک ایک دوسرے سے کرنا چاہئے نہ کہ صرف سختی اور پکڑ اور صرف اپنے حق کی فکر ہو۔

اگر ہم قرآن کریم کی اس سنہری ہدایت کو یاد رکھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سامنے رکھیں تو ایک پر امن معاشرے کا قیام عمل میں آئے۔ بے چینیاں پھر نہ پھیلیں کبھی رنجشیں لمبی نہ چلتی چلی جائیں فیصلوں پر عمل درآمد کرانے والے اداروں کا بھی حرج نہ ہو وہ ان جھگڑوں کو نپٹانے کی بجائے کسی تعمیری کام کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔ میرا وقت بھی ان فضولیات میں ضائع ہونے سے بچ جائے میں بعض دفعہ معاملات دیکھنے کے بعد فریقین کو جواب دیتا ہوں لیکن اگر ان کی مرضی کا جواب نہیں ہوتا تو پھر بھی اپنی بات پر، ضد پر قائم رہتے ہیں اڑے رہتے ہیں کہ نہیں ہم ہی ٹھیک ہیں اور یہی ضد ہوتی ہے کہ فیصلہ بھی ہمارے حق میں ہو اور سہولت بھی ہم نے کوئی نہیں دینی دوسرے فریق کو۔ میرے واضح طور پر لکھنے کے باوجود بعض دفعہ نہایت ڈھٹائی سے تیسرے چوتھے مہینے خط لکھ جاتے ہیں کہ ہم نے اپنے معاملے کے بارے میں لکھا تھا اور ہم حق پر ہیں اس دفعہ فیصلہ کو دوبارہ دیکھا جائے اور ہمیں ہمارا حق دلوایا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر ایک فریق کے خیال میں اس کا حق بنتا ہے لیکن فیصلہ اس کے خلاف ہو جاتا ہے تو اس کو قضا پر یا قاضی پر الزام نہیں لگانا چاہئے بعض لوگوں کو یہ الزام لگانے کی عادت بھی پڑ جاتی ہے۔ اگر کسی فیصلہ میں کوئی ابہام ہو یا کسی فریق کے خیال میں اس فیصلہ میں ابہام ہے تو فریق کی درخواست پر بعض دفعہ میں بھی فائل منگوا کر دیکھ لیتا ہوں لیکن اکثر فیصلے صحیح ہوتے ہیں اور صرف بدظنیوں کی وجہ سے شکوک و شبہات دل میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ پس بدظنیوں سے بچنا چاہئے بدظنی ایک اور برائی کا راستہ کھول دیتی ہے پھر۔ قضا کے معاملات براہ راست لین دین کے ہوں، کاروباری ہوں یا عائلی ہوں ہر معاملے میں براہ راست یا بالواسطہ مالی لین دین کا معاملہ بن جاتا ہے کہیں حق مہر کی ادائیگی ہے، کہیں سامان کی ادائیگی ہے، میاں بیوی کے جھگڑوں میں۔ تو بہرحال مالی معاملات ہر جھگڑے میں کسی نہ کسی ذریعہ سے involve ہو جاتے ہیں اور سہولت دینے والا اصول جو ہے کہ سہولت دی جائے یہ ہر جگہ کچھ نہ کچھ حد تک ضرور چلتا ہے۔ عائلی معاملات میں بھی نقد رقم کا مطالبہ، لین دین کے معاملات میں بھی رقم کا مطالبہ اکثر ہوتا ہے۔ عائلی معاملات میں مثلاً حق مہر کی ادائیگی ہے یہ بھی یقینا ایک قرض ہے جو خاوند کے ذمہ ہے۔ اسی طرح اگر براہ راست قرض کے لین دین کے معاملات ہیں، اگر قضا حالات دیکھ کر قسطیں مقرر کر دے تو اس پر بھی دوسرے فریق کو اعتراض ہو جاتا ہے۔ ہم احمدی ایک پر امن معاشرے کے بارے میں جب دنیا کو کہتے ہیں تو ہمیں بھی اپنے ہر معاملے میں معاشرے میں امن قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: مؤمنوں کو ایک دوسرے کا حق ادا کرنے میں چستی دکھانی چاہئے۔ بہت سے معاملات ایسے بھی ہیں کہ حق لینے والے کے رویے کو ہم نرم کر بھی لیں تو حق دینے والے کا رویہ معاملہ آگے نہیں بڑھنے دیتا اور پھر یہ بھی شکوہ ہوتا ہے کہ ہمارے ساتھ نرمی نہیں کی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حوالے سے کہ حسین معاشرے کے قیام کے لئے کیسی باتیں ہونی چاہئیں، بعض ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپ ایک موقع پر آپس کے معاملات میں نرمی پیدا کرنے والے کو دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرنے والے آدمی پر رحم فرمائے جب وہ خرید و فروخت کرتا ہے اور جب وہ قرضے کی واپسی کا تقاضا کرتا ہے۔ پھر آپ نے آسانیاں پیدا کرنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو جنت میں داخل کیا جو خریدتے وقت اور بیچتے وقت اور قرض دیتے وقت اور قرض کا تقاضا کرتے وقت آسانی پیدا کرتا تھا۔ پھر ایک روایت میں آتا ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے تنگ

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of the Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad